ومن یتول الله ورسوله والذین امنوا فان حزب الله هم الغالبون

مؤلفہ افضل الفضلاء واکمل الکملاء قطب زمان فیاض جہاں ابو المشتاق احمد حضرت جناب لیناموی
حافظ فتح محمد صاحب قادری مجددی سکنہ موضع اچھرہ متصل لاہور دام اللہ تعالے فیوضاتہم

مسمی بہ

صلوٰۃ الفقر منابعت الحبیب الرحمٰن

المعروف فقر دی چکر الو

حسب فرمائش ناصر دین متین خادم علماء ربانیین جناب میاں فضل الدین صاحب ذیلدار موضع اچھرہ

در مطبع اسلامیہ سٹیم پریس لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد لاتتناہی وستائش بے انتہائی کی مستحق وہی ذات کبریائی ہے جس کے رنگارنگ انعاموں
ولوقلمون اکراموں سے ایک خلیفہ اتم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مع آلہ وصحبہ المکرم ہیں جنکی اطاعت
اور فرمانبرداری کو اپنی اطاعت اور فرمانبرداری فرمایا۔ وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ
ترجمہ اور جس شخص نے فرمانبرداری کی رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی پس بیشک فرمانبرداری کی
اللہ تعالے کی۔ کہہ سنایا۔ اور جن کے اقوال وافعال کی مخالفت سے سب کو سخت ڈرایا۔ اور ماننے
والوں کو وعدہ جنت دلایا۔ اور اُن کے اجماع واتفاق کے منکروں کو سخت دھمکایا۔ بلکہ مستحق عذاب
دوزخ بنایا بوعید مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ
الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ترجمہ اور جو کوئی برخلافی کرے رسول
صلے اللہ علیہ وسلم کی پیچھے اس کے کہ ظاہر ہوئی واسطے اس کے ہدائت اور پیروی کرے سوا راہ
مسلمانوں کے متوجہ کرینگے ہم اُس کو جدھر متوجہ ہوا اور داخل کریں گے ہم اُس کو دوزخ میں اور
بُری ہے جگہ پھر جانے کی۔ کہ سب کا غبار اُڑایا۔ ورود نامحدود وسلام غیر معدود بنام احمد ومحمود
سید الرسل وہادی السبل رسول اللہ الے الخواص والعوام مبعوث الی کافۃ الانام۔ خدا کا مطیع۔
گنہگاروں کا شفیع جس نے حسب الحکم وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا کے اپنی امت
مرحومہ کو اتباع سواد الاعظم اور پیروی جمہور علماء کرام کی تاکید شدید وترغیب مزید فرمائی۔ اور اس
کی خلاف ورزی میں اتبعوا سواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار۔ رواہ ابن ماجۃ وابن
ابی عاصم فی کتاب السنۃ کذا فی المشکوۃ کی سخت تہدید فرمائی۔ بلکہ وعید دخول جحیم سنائی علیہ وعلے آلہ
وصحبہ من الصلوات افضلہا ومن التحیات اکملہا۔ اما بعد۔ بندہ خاکسار سیاہ کار راجی رحمۃ اللہ
... مرکر ایک اشتہار شیخ چٹو صاحب ...
... مخاطب کر کے چند سوال باچ...

اور ادنماز مروجہ اہل اسلام درج کیئے گئے ہیں۔ ہرچند فقیر کو تدریس وتعلیم طلبا علوم دینی کے سبب کوئی فرصت نہ تھی۔ لیکن چند احباب جنکی معیت گویا سخط خالق ومخلوق تھی) کی درخواست نے فقیر کو خواہ مخواہ بھی قلم فرسائی پر مجبور کیا۔ بالخصوص میاں غلام مصطفےٰ صاحب سجادہ نشین خلف الرشید میاں امام بخش صاحب عارف کامل جو کہ اوستاد فقیر کے تھے اُنکے فرمانے سے فقیر کو ناچار منظور ہی کرنا پڑا۔ انیز چونکہ مشتہر صاحب کے پیرانہ خیال وجاہلانہ سوال مضحکہ خیز ایسے پوچ اعتراضات ہمرنگ خرافات علماء کے نزدیک کچھ وقعت نہیں رکھتے کسی نے اُن پر توجہ نہ فرمائی مگر عام لوگوں کے گھر ربد اعتقادی کی آگ سے جلتے ہوئے دیکھکر فقیر سے نہ رہا گیا۔ اور مطابق وسعت پانی چھڑکنے کی کوشش کی گئی۔ مشتہر کا استیجاب امر قرآنی کو تبدیل قرآن کہنا کیا ہی تعجب خیز ہے اور ان کی بیہوشی کی نیند پر کیا صاف صاف دلیل یقین امیز ہے۔ صاحب موصوف نے نشائد رات کے دیکھے ہوئے خیالات سے اشتہار کا چہرہ سیاہ کیا ہے ورنہ جاگتے ذی حواس سے تو ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ مگر فقیر کے نزدیک جو اس سے بھی زیادہ طرفہ ہے وہ یہ ہے کہ اس شیخ کی حالت اسقدر قابل ترحم ہے جسپر زار و قطار رونا آتا ہے۔ آج کل ارباب دنیا تو لہو ولعب میں مصروف ہیں اور انکا میلان خاطر دین ودین والوں سے کنجر بھگتیوں۔ و فواحش بازاریہ کی طرف زیادہ مشغول ومجنوف ہے۔ اور اس بیچارہ نے دین کی طرف تو رغبت کی اور ایک زر کثیر خدمت علماء میں مصروف کی۔ لیکن شیطان لعین کو یہ کب گوارا ہو سکتا تھا کہ ایک ابن آدم اس زمانہ فاسد میں صدیقوں کے درجے سے فائز ہو جائے ناچار بیچارے کو ورغلا کر مفسد علمائوں کے پنجہ میں گرفتار کردیا۔ **بیت**

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ۔۔۔ پس بہر دستے نشائد داد دست

زانکہ صیاد آورد بانگ صفیر ۔۔۔ تا فریبد مرغ را آن مرغ گیر

ولیکن بھولے بھالے شیخ صاحب علم دینی سے عاری۔ اور نیرنگ بازی زمانہ سے بالکل بے خبر بیچارے اس مفسد کی جال میں پھنس گئے بے ذابح و کارد کے کُس گئے بجائے اصلاح دین کے اس کے ہاتھ سے اسقدر فساد وقوع میں آیا کہ دوسروں سے اس کا عشر عشیر بھی نہ پایا۔ جو تھوڑا سا اسلام تھا وہ بھی گنوایا۔ آخر کلمہ استرجاع پڑھایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مگر چکڑالوی نے صرف اس کی اغوائی ہی پر قناعت نہ کی بلکہ اس کے نام کا اشتہار مخالف جمہور اہل اسلام کے جاری کر کے اس پیر خام کو بدنام ومضحک عوام بنایا۔ مگر اتنا افسوس شیخ چنو صاحب پر ضرور ہے کہ آپ نے دنیا کو دین پر ترجیح دی۔

Marfat.com

دنیاوی کاموں میں تو بڑے ہوشیار و چالاک بنے جاتے ہیں کبھی کسی سے دھوکا نہیں کھاتے ولیکن افسوس دین کے کاموں میں کیسے کیسے تساہل اختیار کرتے ہیں بھلا شیخ جی اگر آپ نے کوئی بیش قیمت جوہر خریدنا ہو تو ایسی تساہل ورزی کریں گے ؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ آپ ایسی مشہور معروف دوکان سے خریدیں گے جس سے بڑے بڑے امراء و سلاطین خریدتے ہوں اگر اتفاقاً کسے غیر معروف دوکان سے آپ خرید بھی لیں۔ تو جب تک اُس کو دو چار ماہر جوہریوں سے پرکھا نہ لیں آپ کو اطمینان نہیں آئیگا۔

لیکن دین و ایمان کی آپ کے نزدیک اتنی بھی قدر و قیمت نہیں ایک چکڑالوی کو جمہور عقلاء و علماء سلف و خلف کے مخالف اعلم القرآن سمجھ بیٹھے۔ اور ایمان کی کچھ پرواہ بھی نہ کی۔ یہ نہ سوچا کہ آج کل بہت سے مفسد بصورت علماء نکل پڑے ہیں۔ بنا بر ترغیب عوام نئے نئے مسائل نکال کر ذریعہ معاش و شکم پروری کا بناتے ہیں۔ چنانچہ سنا گیا ہے کہ ایک مفسد بصورت مصلح اپنے آپ کو موحد کہلاتا تھا اور عورات اجنبیہ سے ناجائز تعلق رکھتا تھا۔ اور ایک آیت قرآنی کے غلط معنے کر کے (جنکا لکھنا بھی ترک ادب ہے) عورات کو اپنے پھندے میں پھنساتا تھا۔ آخر جب لوگوں کو اُسکا حال معلوم ہو گیا مار پیٹ کر گاؤں سے نکال دیا۔

عاقل کو لازم ہے کہ جو مولوی صاحب نئے نئے مسئلے نکالے اور جمہور علماء سلف کے برخلاف ہمہ دانی کا دم مارے وہ سراسر مکار اور شیطان انس و غدار ہے اُس کے دام میں نہ آئے۔ اور ہمہ دانی کا دم تو بموجب ارشاد وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ کے کوئی مار ہی نہیں سکتا۔

علماء حقانی کی شناخت یہ ہے علمائے سلف کے قدم بقدم اور مجتہدین دین کا متبع ہو جیسا کہ اکثر علماء محققین پیشین ایسے ہی ہوئے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو اتباع مجتہدین سے مستغنی نہیں سمجھتے تھے مجتہدین بھی ہمہ دانی کا دم نہیں مارتے تھے۔ وہ اپنے تئیں بجز اتباع اصحابہ کے چارہ نہیں دیکھتے تھے۔ اور تبعین اصحابہ رضی اللہ تعالے عنہم ساتھ بشارت (وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ) سورہ توبہ۔ شروع پارہ یازدہم۔ ترجمہ اور جن لوگوں نے نیکو کاری میں اصحابہ کی تابعداری کی اُن سے اللہ راضی ہوا اور وہ اللہ سے خوشنود ہیں۔ یہ لوگ قرآن مجید میں مبشر کیئے گئے ہیں۔

پس ضرور ہوا کہ جب کوئی نیا مسئلہ کسے سے سنے جب تک اُس کو معتبر علماؤں (جن کے عقائد علماء سلف کے مطابق ہوں) سے تحقیق نہ کر لے اسپر اعتبار نہ کرے۔ کیونکہ دین ہم کو

Marfat.com

ہی سے پوچھا ہے۔ آج کوئی نیا دین نہیں آگیا۔ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ اور دھوکا دہ علماؤں کی صورت میں بہت نکل پڑے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم کو مکاروں سے بچائے اور صراط مستقیم (جو طریقہ سلف ہے) اپر چلائے۔ آمین ثم آمین۔

مشتہر کے تمام اشتہار کا ماحصل یہی ہے کہ نماز جو تمام اہل اسلام میں شروع سے آج تک مروج ہے (جس میں ثناء و تسبیحات رکوع و سجود پڑھی جاتی ہیں) یہ قرآنی تعلیم کے مخالف ہے اُس کے زعم میں تعلیم قرآن صرف یہی ہے کہ ان مواقع مذکورہ پر سوائے آیات قرآن اور کچھ نہ پڑھا جائے۔ لیکن معترض کو فرض تھا کہ وہ آیات جن سے یہ ثابت ہوتا کہ فلاں آیت قیام۔ فلاں رکوع۔ فلاں سجدہ۔ فلاں تشہد میں پڑھی جانی چاہیئے۔ تحریر کر کے اپنا دعویٰ کو ثابت کرتے تاکہ ہر ایک مخالف کا دم بند ہو جاتا۔ کیونکہ قرآن سے انکار دائرہ اسلام سے خروج ہے ولیکن معترض صاحب کو تقلید چکڑالوی نے ایسا مست کر رکھا ہے کہ اُسکی بے سند و بے دلیل خرافات کو شراباً طہوراً کی شکل میں دیکھتا ہے اور اسکی سراسر مرغوبہ بالقرآن کو حجۃ اللہ البالغہ خیال کرتا ہے اسی مستی کے باعث کروڑہا اصحاب رسول صلے اللہ علیہ وسلم۔ تابعین۔ تبع تابعین۔ آئمہ دین۔ ومحدثین۔ لاکھوں علماء و فضلاء کی نماز جو شروع اسلام سے آج تک برابر متواتر جاری ہے اکو مغالطہ کی صورت میں دیکھتا ہے یہ نہیں سوچتا کہ کیا سب کو مغالطہ ہی ہوتا رہا؟ آج تیرہ سو برس کے بعد چکڑالوی کو ہی سوجھا۔ کون عقلمند گمان کر سکتا ہے کہ اسی کو مغالطہ واقعہ نہ ہوا ہو۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ جمہور اہل اسلام کے برخلاف ایک نیا راہ و مذہب نکال بیٹھا ہے لیکن دیوانہ اپنے آپ کو کبھی دیوانہ نہیں کہیگا۔ بلکہ دنیا بھر کے عقلاء سے اپنے تئیں اعقل العقلاء تصور کریگا۔ **فرد**

گر از بساط جہان عقل شود معدوم ؎ بخود گمان نبرد کسے کہ نادانم

اب ہم اُن سب سوالوں کے جوابات آیات قرآن مجید سے تحریر کرتے ہیں غور سے ملاحظہ کیجئے۔

سوال اول۔ نماز کی تکبیر تحریمہ کونسی آیت[1] ماخذ ہے؟

جواب دیکھو سورہ مدثر آیت اول۔ پارہ ۲۹ یَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ **ترجمہ** اے کپڑا اوڑھنے والے کھڑا ہو پس ڈرا لوگوں کو اور پروردگار اپنے کی پس بڑائی کر یعنے اللہ اکبر کہو ۔ دوم وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا۔ **ترجمہ** اور کہو سب تعریف واسطے اللہ ہی کے ہے جس نے نہیں پکڑی اولاد

[1] ورضوان من اللہ اکبر۔ پارہ ۱۰ ع ۱ فیض بخش

اور نہیں ہے واسطے اُس کے شریک بیچ بادشاہی کے اور نہیں ہے واسطے اُس کے دوست بچانے والا ذلت سے اور بڑائی کر اُس کو بڑائی کرنا۔

فائدہ۔ تکبیر عرف شرع میں جہاں کہیں وارد ہے مراد اس سے اللہ اکبر کہنا ہے۔

سوال دوم۔ نماز کی ثناء کی کونسی آیت ماخذ ہے؟

جواب۔ ثناء میں چار فقرے ہیں۔ ہر ایک فقرہ آیت قرآن مجید سے ثابت ہے۔ پہلا فقرہ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ یہ فقرہ اس حکم کی تعمیل ہے جو آیت مندرجہ ذیل سے واجب ہوتا ہے فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ آنَائِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى۔ پارہ (۱۶) کے اخیر۔ **ترجمہ** پس صبر کر اوپر اُس چیز کے جو کہتے ہیں اور تسبیح کر ساتھ حمد رب اپنے کے پہلے نکلنے سورج کے (یعنے فجر) اور پہلے ڈوبنے اس کے سے (یعنے نماز عصر) و بعض ساعتہائے شب یعنی نماز مغرب اور عشاء پس تسبیح کر اُسکی اور کناروں دن کے سے یعنے نماز ظہر کی شائد کہ تو راضی ہو۔

دوسری آیت اخیر سورہ طور۔ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ **ترجمہ** اور صبر کر واسطے حکم پروردگار اپنے کے پس تحقیق تو بیچ نگہداشت ہماری کے ہے اور پاکی بیان کر ساتھ تعریف رب اپنے کے جس وقت تو قیام کرے اور رات کو پس تسبیح کیا کر اُسکو اور پیچھے جانے ستاروں کے۔ پس سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ کا استیجاب ہے۔

اور دوسرا فقرہ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ (یعنے برکت والا ہے نام تیرا) اس آیت سے (تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ اخیر سورہ رحمان۔ پارہ (۲۷) **ترجمہ** برکت والا ہے نام پروردگار تیرے صاحب بزرگی اور صاحب بخشش کا ظاہر باہر ہے۔ ثناء کا تیسرا فقرہ وَتَعَالٰى جَدُّكَ (اور بلند ہے بزرگی تیری) اس آیت سے اِنَّهٗ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا یہ کہ بہت بلند ہے عزت پروردگار ہمارے کی) سے لیا گیا ہے۔ ثناء کا چوتھا فقرہ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اور نہیں کوئی لائق عبادت کے سوا تیرے بہت سی آیات بینات سے مستفاد ہے جیسا کہ چند جگہ سورہ اعراف و ہود وغیرہ میں قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ **ترجمہ** فرمایا اے قوم میری عبادت کرو تم اللہ کی نہیں کوئی واسطے تمہارے معبود سوا اس کے۔ ایسا ہی کئی اور جگہ میں آ[illegible]

سوال سوم۔ اعوذ نماز کس آیت سے ثابت ہے؟

جواب۔ اس آئت سے فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ترجمہ (پس جب پڑھے تو قرآن پس پناہ مانگ ساتھ اللہ کے شیطان راندے ہوئے سے) ثابت ہے جو سورہ نحل کے تیرھویں رکوع میں واقع ہے۔

اگے تسمیہ۔ فاتحہ۔ قرائت جسکا وجوب سورہ مزمل کے آخیر میں ثابت ہے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ترجمہ پس پڑھو جو میسر ہو قرآن سے الفاظ سے ادا کیا گیا ہے۔ تو خود قرآن ہی ہے۔

سوال چہارم۔ نماز کی تسبیح (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ) کی کونسی آئت مثبت ہے؟

جواب۔ یہ آئت فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ترجمہ پس تسبیح پڑھ لو ساتھ نام رب اپنے بزرگ کے جو سورہ واقعہ کے اخیر دو جگہ پر اور سورہ الحاقہ کے اخیر بھی وارد ہے۔

سوال پنجم۔ نماز کا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ (سن لی اللہ نے عرض اُس شخص کی جس نے اُس کی حمد کی ہے) کونسی آئت سے مستفاد ہے؟

جواب۔ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اس آئت سے اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ترجمہ میں قبول کرتا ہوں دعا، دعا مانگنے والے کی جسوقت دعا مانگتا ہے مجھ سے، کلی مضمون سے مستفاد ہے۔ اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اس سے اگلی آئت فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ (ترجمہ پس چاہیئے کہ اجابت چاہیں لوگ میرے سے) کا استیجاب ہے۔ کیونکہ جب کوئی حاکم کے آگے عرضی پیش کرتا ہے تو ناظر اس کو سنا دیتا ہے کہ تیری عرضی منظور ہوگئی۔ تو سائل خوش ہوکر شکریہ میں بادشاہ کی تعریف کرتا ہے ایسا ہی جب امام خدائتعالے کی طرف سے اس مضمون خوشخبری کو سناتا ہے تو مقتدی رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ شکریہ میں کہتے ہیں۔

سوال ششم۔ نماز تسبیح (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى) کونسی آئت سے ثابت ہے؟

جواب اس آئت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى (تسبیح پڑھ تو خاص نام رب اپنے اعلے کی) سے جو سورہ اعلی کا پہلا فقرہ ہے۔

سوال ہفتم۔ نماز کا اَلتَّحِيَّاتُ کس آئت سے ماخوذ ہے؟

جواب۔ اس آئت وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ءٰٓاللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ کے مضمون کے حکم کی تعمیل ہے۔ یہ آئت سورہ نمل کے چوتھے رکوع کے اخیر میں جلوہ گر ہے اَلتَّحِيَّاتُ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ تو قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ کے جواب میں ہے کیونکہ یہ تینوں کلمے حمد و شکر و عبادت

Marfat.com

قولی۔ فعلی۔ مالی۔ بدنی پر مشتمل ہیں اور آگے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ تا الصّٰلِحِیْنَ۔ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی کے حکم کی تعمیل ہے۔ اور اسکے شہادتین توحید و رسالت کا اقرار ہے جو آللّٰہُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِکُوْنَ کے مضمون کا جواب ہے

سوال ہشتم۔ درود شریف نماز کا کس آئت سے ثابت ہے؟

جواب۔ درود شریف اس آئت اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ سورہ احزاب **ترجمہ** بے شک اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اوپر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے۔ اے ایمان والو! درود بھیجو اُسپر اور سلام بھیجو سلام بھیجنا کے حکم کی تعمیل ہے اور یہ اسکی دلیل ہے

سوال نہم۔ تشہد اخیر میں دعا پڑھنی اور پھر وہ دعا کس آئت سے ماخوذ ہے؟

جواب۔ دعا پڑھنی تو اس آئت قَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ **ترجمہ** فرمایا تمہارے پروردگار نے کہ تم مجھ سے دعائیں مانگو میں تمہاری دعائیں قبول کرونگا کے حکم کی تعمیل ہے جو سورہ مومن۔ پارہ چوبیسواں۔ رکوع (۶) میں جائے پذیر ہے۔

سوال دہم۔ قرأت قرآن کو قیام میں اور تسبیحات کو رکوع اور سجدے میں پڑھنے کی کیا تخصیص ہے اور کس آئت سے ماخوذ ہے؟

جواب۔ قرائت قرآن کی تخصیص قیام کے ساتھ تو اس آئت یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِّصْفَہٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلًا اَوْ زِدْ عَلَیْہِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا **ترجمہ** اے کپڑا اوڑھنے والے کھڑا رہا کر رات کو مگر تھوڑا آدھی اُس کی یا اُس سے بھی کچھ کم کردو یا اُسپر کچھ بڑھا دو اور آہستہ آہستہ (یعنے واضح کر کے) پڑھ قرآن کو آہستہ پڑھنا۔ شروع سورہ مزمل پارہ (۲۹) سے ستنبط و مستفاد ہے۔ اور تسبیح کی تخصیص سجدے کے ساتھ اس آئت مندرجہ ذیل وَمِنَ الَّیْلِ فَاسْجُدْ لَہٗ وَسَبِّحْہُ لَیْلًا طَوِیْلًا **ترجمہ** اور رات سے پس سجدہ کر واسطے اوسکے اور تسبیح کر اُس کو رات بڑی تک۔ پارہ انتیسواں[29]۔ سورہ دہر سے ماخوذ و مطلوب گویا کامل ظہور منزل لاجواب دستور ہے۔

تنبیہ۔ چونکہ رکوع سجدے کی تابع ہے۔ گویا اُس کا مقدمہ ہے تو چونکہ تسبیح سجدے میں پڑھی جاتی ہے۔ رکوع میں بھی تسبیح پڑھی جائے گی۔

پس ہم نے بفضل خدا سب اوراد نماز قرآن مجید ہی سے ثابت کر دکھائے اب جو شخص

سی بھی غور و تامل کریگا تو اُسپر سب کچھ روز روشن کی طرح واضح ہو جائیگا۔ بشرطیکہ ذرا تقلید چکڑالوی کو لحظہ بھر تک یک طرف کر کے خوب سچے دل سے سوچ کرے بصورت دوم وہ اس نعمت کا مستحق ہرگز۔ ہرگز نہیں۔ اور ایسے دیوانوں کا علاج خدا ہی کر سکتا ہے۔ امید واثق ہے کہ جوابات دیکھتے ہی مخالفوں کو آگ لگ اُٹھیگی۔ اور یوں پکار اُٹھیں گے۔ کہ تم نے ان تسبیحات (۱) سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ (۲) سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ (۳) سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وغیرہ وغیرہ کو ان آیات (۱) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ (۲) سَبِّحِ اسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ (۳) سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى سے تعبیر کر کے ثابت کیا ہے اور یہی تعبیر کر کے ثابت کرنا تبدیل قرآن مجید ہے کیونکہ قرآن مجید کے الفاظ میں ادل بدل کر دیا۔

اور وہی ہمارا اعتراض بموجب قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآءِ نَفْسِيْ اب بھی باقی ہے۔ اسکا کوئی جواب نہیں **جواب**۔ صد افسوس! صد افسوس! معترض علم سے تو عاری تھا ہی اب عقل سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا ہے۔ معترض کو کچھ ذرا بھر بھی عقل ہوتی تو الفاظ تبدیل و اختلاف وغیرہ کو ایسے بے موقعہ و بے محل استعمال کرنے سے پرہیز کرتا۔

یہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ کی بجائے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ تو استیجاب امر اللہ ہے یعنے قبول کرنا خدا کے حکم کا نہ تبدیل و تغییر امر اللہ جیسا اس سانپ معترض کے منہ سے ٹپکتا ہے۔ یہ استیجاب لامر اللہ سب مسلمانوں پر فرض ہیچوں قرض ہے۔ اس سے کوئی فرد بشر منکر نہیں سوا گمراہ مغضوبوں مردودوں غیر محبوبوں کے جیسا کہ آئت گذشتہ میں فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ **ترجمہ** چاہیئے کہ بندے میرے لیئے اجابت کریں اور میرے ساتھ ایمان لاویں تو کہ ہدائت پاویں (سورہ بقر۔ پارہ دوم) اور دوسری آئت اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ **ترجمہ** قبول کرو واسطے رب اپنے کے پہلے اس سے کہ آوے وہ دن کہ نہیں پھرنا اس کو اللہ کی طرف سے۔ نہیں واسطے تمہارے جگہ پھرنے کی اُس دن۔ اور نہیں واسطے تمہارے انکار (سورہ شوریٰ کا اخیر رکوع) اسے بخوبی واضح ہے اس قسم کی اور بھی بہت سی آئتیں ہیں۔

اب میاں جیو صاحب کی خدمت میں ایک عرض ہے کہ اگر آپ کو اپنی دیوانگی میں کچھ شک ہے اور ہمارے کہنے کو تہمت سمجھتے ہو تو کسی وقت حکام وقت کے دربار گوہر بار میں تشریف لیجائیے اپنے شکی قضیہ کا پورا پورا تصفیہ کرا لیجئے وہ اس طرح کہ جب حضور حاکم کے پیش ہوں تو

جو بات حاکم آپ سے کہے۔ بعینہ وہی الفاظ اُس کے جواب میں اپنی زبان دُرفشان پر لاکر دیکھیں کہ حاکم صاحب آپ کی کیا کچھ عزت کرتے ہیں۔ اور کچھ نہیں تو پاگل پن کا تمغہ تو دربار سے ضرور ہی عنائت ہو جائیگا۔ پھر دیکھئے گا کہ کس شان و شوکت سے ملازمان کچہری کچہری سے آپ کو الوداع الوداع کہتے ہوئے خارج کرتے ہیں۔ شائد اُسوقت آپ کو استیجاب اور تبدیل قرآن کا مسئلہ سمجھ میں آجائیگا۔

حکائت

چنانچہ حکائت کرتے ہیں۔ کہ ایک گوجر جو کبھی حکام کے محکمہ میں نہ آیا تھا۔ اتفاقاً اس کو ایک دفعہ افسر بندوبست کے پیش حاضر ہونا پڑا۔ لوگوں نے اُسے پہلے سے سمجھا دیا کہ حاکم کے حضور میں زیادہ سخن نہ کہنا۔ جو تجھ سے پوچھیں وہی زبان پر لانا۔ اُس نے کہا خوب۔ جب پیشی ہوئی تو افسر بندوبست نے پوچھا۔ تمہاری زمین کیسی ہے؟ گوجر نے کہا جواب میں (تمہاری زمین کیسی ہے۔ افسر بندوبست نے خفا ہو کر دوبارہ کہا۔ ارے بیوقوف تمہاری زمین کیسی ہے؟ گوجر نے پھر ویسا ہی کہا۔ صاحب بندوبست نے حکم دیا کہ یہ تو کوئی پاگل ہے اسے باہر نکال دو۔

آخر لوگوں کے سمجھانے بڑی مشکل سے سمجھا اور اپنی زمین کا پتہ دیا۔ اسی قسم کا ایک اور واقعہ ہمارے گاؤں میں ہوا۔ ایک گنوار تھا جس کو کلمے۔ صفت ایمان۔ کچھ یاد نہ تھا۔ جب اُسکی شادی کے دن نزدیک آئے۔ تو اس کے ہمعصر لڑکوں نے اُسکو سمجھایا کہ نکاح کے وقت جو کچھ میاں جی کہتے جائیں تم بھی اُن کے ساتھ ساتھ وہی الفاظ کہتے جانا۔ چنانچہ جب میاں صاحب عقد نکاح کے واسطے تشریف لائے۔ تو میاں جی نے فرمایا۔ لڑکے پڑھ۔ اُس دُلہے شاہ نے بھی یوں ہی کہا لڑکے پڑھ۔ پھر میاں جی نے فرمایا۔ ارے! میں تجھے کہتا ہوں کہ پڑھ۔ دُلہے شاہ نے پھر ایسا ہی کہا۔ تمام اہل مجلس ہنسنے لگے۔ چنانچہ اب تک بھی اُسکی یہ مثل مشہور ہے۔

غرض کہ ان مثالوں سے صرف جاہلوں کی تنبیہ ہے۔ تو کہ وہ استیجاب امر خدا کو جس کا حکم قرآن میں بھی جا بجا ہے موجود اور بظاہر عقل کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے۔ تبدیل قرآن اور خلاف قرآن ٹھہرانے سے باز آویں۔ اور جمیع اہل اسلام و اولیاء عظام و اصحاب کرام (رضی اللہ تعالے عنہم) کو خلاف و تبدیل قرآن کی ناحق تہمت نہ لگاویں۔ جیسا کہ میاں چٹو صاحب الآیۃ وَإِذْ اُتْلٰی کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ کہ جس حالت میں تبدیل قرآن کی مخالفت کی گئی اور عذاب یوم عظیم کے ظاہر فرمانے کا حکم صادر ہوا تو اُس کے خلاف پیغمبر خدا سلام علیہ کی نسبت کس بنیاد پر تبدیل

Marfat.com

جدید غیر قرآنی کو تسلیم کیا جاتا۔ انتہی واہ ! آپ کی فہم اور تحقیق پر ہزار۔ صد ہزار افسوس۔ اگر چندروز ہی کسے مکتب میں تعلیم حاصل کی ہوتی تو ایسے الفاظ زبان پر لاکر مضحکہ اطفال نہ بنتے۔

سادہ لوح ! اگر تعصب کو ایک منٹ کا منٹ دل سے نکال ڈالو اور سچے دل سے متوجہ بخدا ہو کر غور کرو۔ تو آپ خود بخود ہی سمجھ جاؤ گے کہ اوراد نماز مروجہ اہل اسلام مخالف قرآن اور مبدل جب ہوتے کہ جن جن صفات سے خداوند تعالےٰ نے اپنی ذات بابرکات کو قرآن میں متصف کیا ہے یہ اوراد لفظاً و معنیً ان صفات سے کچھ مخالف و معارض ہوتے۔ جب تو آپ کا اعتراض سچا اور ٹھیک تھا مگر اب دیکھنا یہ ہے کہ نماز میں ایسا کونسا لفظ ہے جو قرآن مجید میں نہیں آیا۔ یا جو قرآن کے مخالف ہے۔ تم نے اپنی ایک اکیلی عقل پر اعتماد کیئے ہوئے جمیع مسلمانوں اور ہزارہا لاکھوں۔ کروڑوں۔ آنگنت علماء فضلاء کو متہم کر رکھا ہے۔

لو ! سنو ! ابھی ہی آپ کی عقل کی کلی کُھل جاتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ میں انفعال کا مادہ بہت غالب ہے۔ یہی سبب ہے کہ اول ہی اول جو نیا باطل مذہب لاہور میں آیا تو سب سے اول اُس کے اقبال کن اور معاون آپ ہی ہوئے

اول وہابی۔ پھر مرزائی۔ پھر چکڑالوی۔ اب ایک (دہریہ) باقی ہے اُس کے بھی آپ کنارے پر آپہنچے ہو۔ اب دیکھئے کسدن سانپ پردہ اُتارتا ہے۔ یہ حال تو آپ کی عقل مشہوب و زمان شباب کا ہے آگے اب زمانہ شیب منذر بالموت ومہیب ہے۔ جس کی شان میں وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِن بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ترجمہ بعضے تم میں سے پھیرے جاتے ہیں طرف ارذل عمر کی تاکہ نہ جانیں بعد جاننے کے کچھ۔ قرآن مجید خود ناطق ہے۔ اب آپکی عقل اعتماد کے قابل ہی کس طرح ہوسکتی ہے۔ جس نے گرگٹ کی طرح کئی رنگ بدلے ہیں۔

اے بھولے بھالے شیخ جی اب آپکی عمر کا اخیری دور ہے۔ کوئی دن کا مہمان ہے۔ آج کل کا کوچ ہے۔ اب تو تو نفس پر رحم کر خدا جلیل الجبار کے اخذ وعقوبت سے کچھ ڈر۔ ایسی متزلزل عقل کے اعتماد پر اپنے دین و ایمان کو نہ کھوو۔ ذرا سوچو تو جب کبھی آپنے مذہب و تہ بیہ پاہر نائیہ اختیار کیا تھا وہ آپ کے ہاں من کل الوجوہ محقق و ثابت نہ تھے۔ اُس کے بطلان کا بھی آپ کی عقل اور تحقیق میں ذرا کھٹکا نہ تھا۔ پھر وہی کچھ مدت کے بعد آپ کے ہاں باطل۔ بلکہ زہر قاتل ثابت ہوئے۔ اور قابل ترک قرار پائے۔ اب آپ ہی انصاف سے کہیئے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ جس مذہب کو اب بھی آپ بڑے زور شور سے اشاعت کر رہے ہو یہ بھی حقیقت میں پہلے

ہی کا تیسرا بھائی ہو۔ خوب یاد رکھئے مغرب کو جانا ہو تو مشرق کے راستہ سے کبھی منزل مقصود تک نہ پہنچیں گے۔ **بیت**

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی　　کایں راہ کہ تو میروی بترکستان ست

بجنتے جی کچھ کرنا ہے تو کر لو۔ سیدھے راستہ پر آجاؤ۔ منزل مقصود تک پہنچ جاؤ گے پگ ڈنڈیوں کو چھوڑو۔ یہ تمہیں ہلاک کر دیں گے۔ اب آپ کے واسطے سب سے اچھا چارہ یہی ہے کہ جب کرات ومرات آپکی عقل کی غلطی معلوم کی گئی تو اسپر آپ اعتماد کرنا چھوڑ دیں اور ایک صراط المستقیم وسبیل جمیع المؤمنین۔ مذہب اہل السنت والجماعت کے متبع وپیرو ہو جاؤ۔ تو کہ نجات اخروی وفلاح ابدی کے مستحق وحصہ دار امیدوار بن جاؤ۔ اگر یہ کہا جائے کہ صراط المستقیم و سبیل المؤمنین جسکی اتباع کا حکم کلام الٰہی میں موجود ہے اہی مذہب اہل السنت والجماعت ہے۔ اسکی کیا دلیل ہے؟ اور یہ اطمینان کہاں سے ہو گیا کہ مذہب اہل سنت وجماعت ہی برحق ہے۔ سوا اس کے سب جادۂ راستی سے منحرف وصراط مستقیم سے متصرف ہیں۔

جواب اس کا بیان خود قرآن مجید ہی نے کر دیا ہے۔ چنانچہ سورۂ فاتحہ کے اس صراط الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ فقرہ میں غور کرنے سے کسی اہل عقل کو ذرا سے شک کی بھی گنجائش نہیں رہتی۔ اور ان برگزیدہ خدا مقبول بندوں کی تفصیل بھی قرآن مجید ہی میں سورہ نساء کے آٹھویں رکوع۔ پارہ پنجم۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا **ترجمہ** اور جو کوئی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ ان مقبول بندوں میں سے ہوگا جو قیامت میں) ایسے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالےٰ نے (اپنی) نعمت اُتاری ہے نبیوں سے اور صدیقوں سے اور شہیدوں سے اور نیک بندوں سے اور یہ لوگ بہت اچھے رفیق ہیں) میں وضاحت سے کی گئی ہے۔

اب یہ بات بھی کچھ مخفی نہیں کہ اسی مذہب اہل سنت وجماعت میں کروڑہا اولیاء اللہ موصوف بصفات مذکورہ گذرے ہیں اور چکڑالویوں میں تو کوئی ایک ہی موصوف بصفات مذکورہ دکھاؤ۔ بلکہ وہ تو سرے ہی سے اطاعت رسول کو اڑاتے ہیں۔ اس کے نام سے کوسوں بھاگتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ صراط مستقیم یہی مذہب ہے اور اسی کے چلنے والوں پر خدا کے انعام اور اکرام ہیں۔

اور دوسری آئت جس میں سبیل المومنین کے مخالف کو وعید جہنم سنائی گئی ہے۔ سورہ نساء پارہ (۵) چوتھا پاؤ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا **ترجمہ** اور جو کوئی مخالفت کرے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے اس کے جو کھل چکی اُس پر سیدھی راہ یعنے جب اُسے تحقق ہو چکی کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ درست ہے اور حکم سچ ہے بعد اس تحقیق کے مخالفت کرے اور چلے سوائے مسلمانوں کے راہ اور چلن مسلمانوں کا چھوڑ دے تو چھوڑیں ہم اُس کو اسی طرف جو راہ پکڑی اس نے اور ڈالیں ہم اُسے دوزخ میں اور بُری جگہ ہے دوزخ جانے کو۔

لو صاحبو! اب تو آپ کی مذہب کی صاف صاف کلی کھل گئی۔ اور بطلان ظاہر ہو گیا۔ کیونکہ مخالفت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مخالفت سبیل المومنین ہی چکڑالوی مذہب کا شیوہ ہے بلکہ اس کی بنیاد ہی صرف ان دو امروں پر ہے لیکن جب چکڑالوی نے دیکھا کہ اس آئت نے اسکو منہہ کے بل گرا دیا ہے تو اپنے جہال متبعین کو دھوکہ دینے کی عرض سے بول اُٹھے کہ یہاں رسول سے مراد قرآن۔ اور مومنین سے مراد رسول ہیں بموجب قولہ تعالے كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ اور نصرت الٰہی سوا رسولوں کے کسے کے شامل حال نہیں۔ انتہی چونکہ اس کے نزدیک نصرت الٰہی کے شامل حال ہونے کی علامت یہ ہے کہ منصور بنصرت الٰہی مارا نہ جائے۔ لہٰذا ہم پوچھتے ہیں۔ کہ نصرت الٰہی اسی پر منحصر ہے تو پھر زکریا۔ یحییٰ۔ اور دیگر انبیاء جو قتل ہوئے جن کی خبروں سے قرآن مجید بھرا پڑا ہے۔ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ۔ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ۚ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ۔ کیا نصرت الٰہی ان بزرگوں کے شامل حال نہ تھی؟ حَاشَا وَكَلَّا۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور نیز ان کے متبعین مومنین سب کو وعدہ نصرت الٰہی شامل حال ہے انجام کار دشمنوں پر انہیں کو غلبہ دیا جاتا ہے۔ مخالف ہمیشہ مقہور و مغلوب رہتے ہیں۔ گو ان میں سے بعضوں کو حسب وعدہ وَلِيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ درجہ شہادت بھی نصیب ہو جاتا ہے مگر آخر کار اسی جماعت کو فتح ہے۔ کیوں نہ ہو؟ جب کہ سب بادشاہوں کا بادشاہ ان کو اپنے ان بے بدل الفاظ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ)۔

ترجمہ بے شک یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو انپر ایمان لائے دنیاوی زندگی میں

مدد کریں گے اور اُس دن جب گواہ کھڑے ہوں گے یعنے قیامت کے دن۔ پارہ (۲۴) سورت مومن۔ رکوع (۶) سے اپنی زبردست نصرت ومددگاری کا وعدہ دیتا ہے۔ ایک اور زبردست شہادت لو۔ وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یعنے عزت اللہ ہی کے واسطے ہے اور نیز اُس کے رسول اور مومنوں کے واسطے۔ اب چکڑالوی کا یہ دعوے جو آئت وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ الخ کے متعلق ہے، کہ مؤمنین سے مراد صرف رسول ہیں۔ باطل ہوا۔ اس واسطے کہ نصرت الٰہی جیسی رسولوں کے شامل حال ہے ایسی ہی اُن کے پیرو مومنوں کے شامل حال ہے۔ اور نیز ارشاد فرمایا وَلَا تَھِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔ اور مت سستی کرو اور مت غم کرو حالانکہ تم غالب ہو اگر تم مومن ہو۔ سورہ آل عمران۔ پارہ (۴) پاؤ دوسرا۔ بدیں آیات مذکورہ بالا (جن میں رسولوں کے ساتھ مومن بھی شامل کیئے گئے ہیں) اب رہی یہ بات کہ رسول سے قرآن مراد ہے۔

چکڑالوی کے اس دعوٰی کو سورہ فتحنا کی یہ آئت (وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا مُّحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ترجمہ اللہ کافی گواہ ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کا رسول ہے) نیز یہ آئت (وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ) بڑے زور شور سے باطل ومردود کرتی ہے۔ یہ تو کہیں نہیں آیا۔ اَلْقُرْاٰنُ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ اگر رسول وقرآن ایک شئی تھی۔ تو سورہ اعراف میں اس آئت اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ) کے اخیر میں یوں (وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗ) کیوں فرمایا؟ بلکہ اس سے تو دو امر (۱) اتباع نبی امی (۲) اتباع قرآن مجید ثابت ہوتے ہیں۔ دیکھو! چکڑالوی دیدہ ودانستہ ان آیات کے مخالف چل رہا ہے۔ پھر بھی اُس کے اتباع نہیں سمجھتے۔ اب اگر کوئی کہے۔ کہ ہم نے مانا۔ اتباع سبیل المؤمنین ضروری ہے۔ مگر سبیل المؤمنین سے کون سے مومن مراد ہیں؟ (اپنے آپ کو مومن کہلانے کے بہت سے مدعی ہیں) ہر ایک کا دعوے ہے کہ ہم ہی سچے مومن ہیں۔

الجواب بالصواب۔ ہاں یہ تو ٹھیک ہے کہ مدعیان اسلام میں سے ہر گروہ اپنے ہی کو سچا مومن قرار دیتا ہے۔ مگر سچا مومن ہونا کوئی گھر کی بات نہیں۔ سچے مومن وہی ہوں گے جو اصل دین وایمان کو محکم پکڑے ہوں۔ اور اصول دین بھی وہی ہوں گے جو اس کے بانی لاثانی سے ماخوذ ومنقول ہیں (نہ وہ آج ۱۳۲۵ھ ہجری کئی برسوں کے بعد نئے سرے از خود گھڑے جائیں) تو اب دیکھنا یہ ہے کہ ان مدعیان اسلام سے صلوٰۃ۔ صوم۔ حج۔ زکوٰۃ۔ اقوال۔ افعال۔ لباس۔ پوشاک۔ اعتقاد۔ وغیرہ وغیرہ تمام جزئی۔ کلی امور میں اس کے بانی لاثانی کے زیادہ مشابہ اور اس کی کارروائی کے موافق کارروائی کرنیوالا کون فریق ہے۔ ان مذکورہ باتوں میں جو اول نمبر ہے وہی سچا مومن

Marfat.com

سمجھا جائیگا۔ اب غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امتحان مین سب سے زیادہ نمبر اسی جماعت
اہل سنت وجماعت کے ہیں کیونکہ انہیں پر نصرت آلہی شروع اسلام سے آج تک برابر شامل ہے
اور یہی لوگ آج تک کفار کے ساتھ جنگ وجہاد کر کے خدا کے فضل سے مظفر ومنصور ہوتے چلے آئے
ہیں۔ چنانچہ اب بھی ولائت وملک و دیار اسلام انہیں کے تصرف وقبضے میں ہے۔ اگر یہ سچے
مومن نہوتے تو نصرت آلہی سے مخذول ومحروم رہتے۔ بموجب قولہ تعالیٰ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي
الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ترجمہ اور بے شک لکھا ہم نے
بیچ زبور کے پیچھے نصیحت کے بے شک زمین کے وارث ہوں گے میرے نیک بندے۔ پارہ (۱۷)
سورہ انبیاء۔ رکوع اخیر (زمین سے مراد ارض مقدس دیار شام ہے۔ کیونکہ زبور شریف اُسی ملک
میں نازل ہوئی تھی۔

فائدہ۔ مخفی نرہے کہ اصحابوں (رضی اللہ تعالےٰ عنہم) کے بعد شروع اسلام سے آج تک
ولائت شام کے قابض ومتصرف حنفی المذہب لوگ ہی چلے آئے ہیں۔

سوال۔ اگر کوئی کہے کہ یزید اور بنی امیہ ظالم وجابر کیوں اس ولائت پر متصرف ہوئے۔

جواب۔ یہ کہ وہ چند روز کے واسطے ہوئے تھے اور وہ پھر بسبب اپنے بداعمال کے مبذول
ومحروم ہوگئے۔

اور جب یہ لوگ اُس پاک زمین کے قابض ہیں تو یہ اُن کے عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ہونے کی صریح
دلیل ہے۔ اور نیز بموجب اس آئت وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ
بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ترجمہ وعدہ دیا ہے اللہ نے ان کو جو ایمان لائے
تم میں سے اور کیئے کام اچھے بیشک اُن کو (نبی کا) جانشین بنائیگا زمین میں۔ جیسا جانشین کیا ان کو
جو اِن سے پہلے تھے اور بیشک مضبوط کریگا واسطے ان کے ان کے دین کو جس کو پسند فرمایا ہے اللہ
نے واسطے ان کے۔ اور بیشک بدلا دیگا ان کے خوف کو امن (چین) سے وہ میری پرستش کریں گے
اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں سمجھن گے۔ پارہ (۱۸) سورہ نور کی دوسری آئت) کے اور
اسی جماعت اہل سنت وجماعت کی تعریف وثناء اس آئت الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا
الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ترجمہ وہ لوگ
کہ اگر ہم تسلط دیں اُن کو زمین میں تو وہ قائم کریں نماز اور ادا کریں زکوٰۃ اور حکم کریں نیکی کا اور روکیں

بُرائی سے اور خاص اللہ ہی کے واسطے ہے سب کاموں کا انجام۔ پارہ (١٧) ربع (١٣) سورہ حج) سے لائح و واضح ہے۔

فائدہ۔ تمکین فی الارض کے معنے ملک وحکومت دینا ہے۔ جیسا کہ اسکی تصریح سورہ یوسف میں (وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ) وارد ہے۔

اہل سیر پر یہ بات مخفی نہیں کہ اصحابہ رضی اللہ تعالے عنہم کے ان ولائتوں اور دیاروں (جو اُنہوں نے حسب وعدہ الٰہی خداوند کریم سے نصرت پا کر فتح کیں تھیں) کے مالک وقابض بھی لوگ اہل سنت وجماعت چلے آتے ہیں۔ اگر یہ لوگ دین وآمین اصحابہ کرام رضی اللہ تعالے عنہم اور ان کے طور وطریقہ صوم وصلوۃ وغیرہ (جن پر اسلام کی بنیاد ہے) کو بدل ڈالتے۔ تو ضرور نصرت الٰہی سے مخذول وملک وسلطنت سے معزول کیئے جاتے۔ بموجب الآیۃ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ وَمَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَالٍ

ترجمہ بے شک اللہ نہیں بدلتا کسی قوم کی حالت یہاں تک کہ وہ خود اپنے نفسوں کی حالت بدلیں۔ اور جب اللہ چاہتا ہے کسی قوم کی بُرائی کو تو اسے لوٹنا نہیں ہے اور نہیں ہے واسطے اُن کے سوا اللہ کے کوئی مددگار۔ سورہ رعد۔ رکوع (٢) کے۔ اب چونکہ خدا نے ان کو مخذول و معزول تو نہیں کیا بلکہ اُن کو دن دُگنی رات چوگنی ترقی درجات دینی ودنیاوی کا مصداق بنا رکھا ہے (اور ہمیشہ تا ابد الاباد اُن کو ایسا ہی کیا جائے۔

امین امین لا ارضی بواحدۃ حتی اضیف الیہ الف امینا)

تو اس سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ گروہ مقبول نظر خدا ومحبوب رب العلے ہو چکا ہے اور نیز یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہی گروہ برحق وصراط المستقیم پر چلنے والا وسبیل المؤمنین کا مصداق بننے والا ہے۔ برخلاف اور چھوٹے چھوٹے گروہوں کے جو ہر موسم کے اوائل میں نباتاتی چھوٹے چھوٹے پودوں کی طرح ظاہر ہو کر تھوڑی مدت میں لہلہا کر پھر واپس ملک عدم کو راہی ہوتے ہیں۔ باقی رہا چکڑالوی کا بڑا بھاری دھوکہ ومغالطہ جو اکثر جہال کو متردد مذبذب کر دیتا ہے۔ وہ یہ کہ قرآن میں ہر ایک بات تفصیل سے موجود ہے بموجب قولہ تعالے وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ونیز وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ۔ پس ہم جو مسئلہ قرآن میں ہوگا وہی مانیں گے نہ ہمیں حدیث کی ضرورت ہے نہ قول اصحابہ اور مجتہدین کی۔ ہم قرآن کو خوب سمجھتے ہیں اگر ہمیں قرآن کے ہوتے ہوئے فقہ اور حدیث کیطرف رجوع کرنے کی ضرورت ہو تو تفصیلا لکل شیء لغو ٹھیرتا ہے [illegible]

سچ ہے قرآن شریف تَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ بیشک ہے۔ مگر یہ تو قرآن میں کہیں نہیں آیا کہ اس قرآن کو کوئی نہیں سمجھے گا۔ مگر تیراں سو برس کے بعد پنجاب میں ایک شخص بنام عبداللہ چکڑالوی ہی کو اسکی سمجھ آئے گی۔ وہی اس کے احکام سمجھے گا۔ اس سے پیشتر سب لوگ گمراہ ہی رہیں گے۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم۔ چھوٹا منہ۔ بڑی بات۔ اے بھائی کچھ شرم وحیا کر! کیا جن کی زبان پر قرآن نازل ہوا۔ اور جنہوں نے زمانہ وحی کو پایا جن کے تابعین وتبع تابعین سے لاکھوں کروڑوں۔ علماء وفضلاء محقق۔ مدقق ہوئے۔ اور انہوں ہی کے ہاتھ سے ہمیں یہ کلام پاک پہنچی وہ سب کے سب اس کی سمجھ سے محروم رکھے گئے۔ اور آپ صرف ایک ہی سمجھدار پنجاب کے رہنے والے لغات عرب سے ناآشنا اور محاورات سے بالکل بے بہرا پیدا ہوئے۔ کیا ان سب کی عقلیں آپ کی ایک اکیلی عقل کی رسائی تک نہ پہنچ سکیں؟

ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں سب علوم ظاہری و باطنی موجود و منقود ہیں۔ ہمارا تو اعتقاد ہی یہ جَمِيعُ الْعِلْمِ فِي الْقُرْآنِ لٰكِنْ۔ تَقَاصَرَ عَنْهُ أَفْهَامُ الرِّجَالِ ہے و لیکن خداوند کریم نے یہ بھی (كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيٰتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ) ایسے ہی (جیسے مذکور ہوا) ہم کھول سناتے ہیں آئتیں (قرآن مجید) واسطے سمجھنے والی قوم کے)۔ اور نیز یہ بھی وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ قرآن مجید میں جابجا فرمایا ہے۔ علماء محققین و مدققین پر یہ امر بھی مخفی نہیں کہ تمام شرعی امور (الف سے یٰ تک) جو کتب احادیث و فقہ میں مشرح طور پر موجود ہیں سب قرآن مجید و فرقان حمید ہی کی تفصیل و تشریح ہے۔ ہاں اس بات کا سمجھنا کہ یہ مسئلہ فلانی آئت سے مستنبط کیا گیا ہے۔ ذرا مشکل ہے۔ ہر کس و ناکس اس کو نہیں سمجھ سکتا۔ کیونکہ ہر اصل سے اس کی ساری اور واقعی سچی فروعات بیان و استنباط کرنا خاص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر پھر آپ کے بعد اولوالامر اصحابوں اور مجتہدین ہی کا کام تھا اس لئے کہ استنباط ایک پوری اور کامل عقل کی محتاج ہے۔ اور ایسی عقل کی خاص وہی ایک سید الانام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مالک ہیں بموجب ارشاد باری عزاسمہ وعم نوالہ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ترجمہ ہم نے تمہاری طرف ذکر نازل کیا تاکہ تم لوگوں پر جو کچھ ان کی طرف نازل کیا گیا ہے ظاہر کرو اور تاکہ وہ اس میں غور کریں۔ پارہ (۱۴) سورہ نحل ۔ ک

فائدہ۔ یہاں ذکر مراد تفسیر قرآن ہے جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوب وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ اور نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ

Marfat.com

عَلَيْنَا بَيَانَهٗ پھر جب ہم اس کو پڑھ چکیں تو تم اس کی پیروی کرو۔ پھر بیشک اس کا واضح کرنا ہمارے ذمے ہے (پارہ ۔(۲۹) سورہ قیامت میں یہاں بھی بیان سے مراد قرآن شریف کی تفسیر ہی ہے۔ پھر ستائیسویں پارے سورہ الرحمن میں فرمایا اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ **ترجمہ** رحمان ہی نے (جسے چاہا اسے) قرآن تعلیم فرمایا۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا اور بیان سکھایا۔ یہاں بھی مراد بیان سے وہی تفسیر قرآن ہے جو حق تعالے نے قرآن سے علاوہ تعلیم فرمائی۔ پھر سورہ نساء پارہ (۵) ربع (۳) میں تلقین کی وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا **ترجمہ** اور اللہ نے اُتاری تم پر کتاب اور حکمت اور سکھایا تم کو جو تم نہ جانتے تھے (یعنے تفسیر قرآن اور اس کے علم اور احکام اور عجیبہ عجیبہ اسرار) اور اللہ کا فضل تم پر بہت بڑا ہے۔ پھر تیسرے پارے سورہ آل عمران کے آغاز میں یہ نعمت عطا کی نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ **ترجمہ** اُس نے تم پر حق کے ساتھ کتاب نازل کی۔ جو آسمانی کتابیں اس سے پہلے نازل ہو چکی ہیں) ان کی تصدیق کرتی ہے۔ اور قرآن کے نازل ہونے سے پہلے تورات اور انجیل لوگوں کی ہدائت کے لیئے نازل کیں۔ اور فرقان حق و باطل میں تمیز دینے والی چیز) کو نازل کیا۔ یعنے وہی جو علاوہ قرآن کے اس کی تفسیر و بیان احکام ہے جسکو دوسرے لفظوں میں سنت نبوی یا حدیث سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

یہ آئت شریفہ۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ **ترجمہ** ماہ رمضان وہ ہے۔ جس میں اُتارا گیا ہے قرآن ہدائت کرنے والا لوگوں کو اور (کھلم کھلی دلیلیں ہدائت سے (یعنے حدود و حقوق و احکام و سائر شرائع دین) اور فرقان (حق و باطل کے درمیان فرق و تمیز کرنیوالی چیز یعنے احادیث و سنت نبویہ)

ان آیات بینات مذکورہ بالا سے صاف صاف بالکل ظاہر و واضح ہے کہ جیسا قرآن مجید منزل مِنَ اللّٰہ ہے۔ ویسا ہی اس کی تشریح و تفسیر بھی وحی ہی کے ذریعے سے ظاہر کی گئی ہے۔ اگر ایسا نہیں۔ تو بموجب (يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا) کہ قرآن مجید ہدائت و ضلالت دونوں کا ذریعہ ہوتا نعوذ باللہ من ذٰلک۔ حالانکہ کلام الٰہی ایسے نقصوں و عیبوں سے پاک و مبرا ہے۔ ایسے جملوں کا علم صرف اسی ذات پاک کو ہے جس نے فرمایا وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ **ترجمہ** اور نہیں کوئی جانتا تاویل اس کی سوا خدا کے۔ پارہ (۳) سورہ آل عمرآن۔ اور وہی ہمارا مالک ہے

Marfat.com

کسے خاص اپنے نبی۔ ولی۔ مومن پرہیزگار بندے کو اس کی تفسیر سے مطلع فرما دیتا ہے۔ جیساکہ سورہ بقر پارہ دوسرا (۲) ربع تیسرا (۳) میں وارد ہوتا ہے فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ترجمہ پس راہ دکھایا اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے واسطے اُس چیز کے کہ اختلاف کیا اُنہوں نے بیچ اس کے حق سے ساتھ حکم اپنے کے اور اللہ ہدائت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے طرف راہ سیدھی کی۔ اسی ہدائت خداداد کا اثر ہے کہ اصحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم و تابعین و آئمہ مجتہدین نے خدا سے ملہم ہو کر احکام قرآن کی ایک پوری پوری تشفی بخش تشریح و تفسیر کر دی جس سے کتب احادیث و فقہ بھرے پڑے ہیں۔ مگر ساتھ ہی خدا نے اس ہدائت یا تعلیم کو ان پر منحصر رکھا ہے جن میں تقوی کی پوری پوری استعداد ہے جیساکہ ان فقرہ (هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ) ترجمہ یہ قرآن راہ دکھانے والا ہے متقیوں کو۔ نیز۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ترجمہ اور ڈرو اللہ سے اور سکھائیگا تم کو اللہ۔ اور اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے۔ پارہ (۳) ربع (۲) سورہ بقر میں نظر ڈالنے سے مذکورہ بالا مسئلہ کی تصویر ذہن میں جانشین ہو جائے گی۔ اگر نہ ہو تو نیچے نظر ڈالیں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا ترجمہ اے ایمان والو! اگر تم خدا سے ڈرو یعنی تقوےٰ اختیار کروگے، تو تمہارے لئے خداوند تعالےٰ فرقان کر دیگا یعنے ہدائت کہ بہ سبب اس کے درمیان حق و باطل کے تمیز کر سکوگے۔

اس جگہ فرقان سے مراد اجتہادی شرعی احکام ہیں۔ اور اکثر اصحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم و تابعین و آئمہ مجتہدین اپنے تقوےٰ و زہد کے باعث اس دولت سے سرفراز ہوئے ہیں۔ اور قرآنی احکام کو فقہی پیرایہ میں خوب تفسیر و وضاحت سے تدوین کیا۔ اسی واسطے قرآن سے احکام استنباط کرنا مجتہدین ہی کا خاصہ ہے جیساکہ اس آئت وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْھُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْھُمْ ترجمہ حالانکہ اگر وہ اس خبر کو رسول تک اور مسلمانوں سے ذی عقل لوگوں تک پہنچاتے تو بے شک جو لوگ ان میں سے اس کی تحقیق کرتے ہیں وہ اس کو سمجھ لیتے کہ یہ بات مشہور کرنے کی ہے یا نہیں۔ پارہ (۵) ربع (۲) سورہ نساء) سے مستفاد و مستنبط ہے۔ اس آئت سے یہ بھی ثابت ہے کہ استنباط و اجتہاد کرنے والے خدا کے نزدیک اولوالامر کہلاتے ہیں۔ چکڑالوی کا اولوالامر سے ہر زمانے میں حاکم مراد لینا بھی (اگرچہ کا فر ہی ہو) ایک اشد و سخت بھاری خطا ہے۔ ہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپ کے بعد قریب کے قریب (مثلاً

سنہ ۱۳۰۰ھ ہجری تک) کے زمانہ میں یہ بات بیشک متحقق و ثابت تھی۔ کیونکہ اس وقت کے حاکم و والی دونو زیوروں (اجتہاد و ملکی سیاست) سے آراستہ و پیراستہ تھےؐ۔ الغرض اولوالامر سے کافر حاکم ہرگز ہرگز مراد نہیں ہو سکتا چنانچہ اس آئت سے یہ امر بخوبی مصرح ہے۔ الآیۃ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ترجمہ اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو۔ اور اطاعت کرو (اللہ اور برگزیدہ) رسول کی جو کہ احکام قرآن تمہیں واضح کر سناتا ہے اور اولوالامر (یعنے مجتہدین) کی۔ کیونکہ قرآن و سنت رسول سے احکام استنباط و تحقیق کرنے کی انہیں (مجتہدین) صاحبوں کو لیاقت و طاقت ہوتی ہے جیسا کہ آئت گذشتہ سے صریحًا معلوم ہو چکا ہے۔ لفظ مِنْكُمْ سے صاف ظاہر ہے کہ اولوالامر تمہیں (یعنے مومنوں) سے ہو۔ کافر حاکم اولوالامر میں کسی طرح داخل نہیں ہو سکتا۔

چکڑالوی کا رسول سے قرآن مراد لینا یہ بھی ایک سخت مغالطہ و دھوکہ دہی ہے۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اَطِیْعُوا اللّٰهَ سے مراد اَطِیْعُوْا اَوَامِرَ اللّٰهِ وَنَوَاهِیْهِ ہے اور انہیں اوامر و نواہی کے مجموع کا نام قرآن مجید ہے۔ اب ہمارا سوال یہ ہے کہ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ سے اگر بفرض محال قرآن مراد ہو۔ تو لازم آتا ہے کہ دو قرآن ہوں ایک اطیعوا الرسول دوسرا اَطِیْعُوا اللّٰهَ۔ کیونکہ یہ تینوں امر (۱) اَطِیْعُوا اللّٰهَ (۲) اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (۳) وَاُولِی الْاَمْرِ علیحدہ علیحدہ واو عطف کے ساتھ وارد ہوئے ہیں۔ مگر مشکل یہ ہے کہ چکڑالوی صاحب علم عربیت سے بالکل بے بہرا۔ کیا جانے واوٗ عطف کیا ہے اور اس کا کام کیا ہے۔ اور چکڑالوی اس واو کو تفسیری کہتا ہے اور واوٗ مغایرتؐ اس آئت شریف سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو احکام الٰہی سمجھنے کے لئے مجتہدوں کی اطاعت فرض ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے اس فرض کا خیال نہیں کیا اور مجتہدوں کی اطاعت چھوڑ بیٹھے ہیں وہ قرآن ہی سے باہر ہو گئے۔ اور اس آئت کا مصداق بن گئے۔ الآیۃ یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا وَّیَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا ؕ وَمَا یُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ ۪ وَیَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ترجمہ بہتیروں کو گمراہ کرتا ہے اس سے اور بہتیروں کو راہ پر لاتا ہے۔ اور بدکاروں کے سوا اس سے کسی کو بھی گمراہ نہیں کرتا۔ جو توڑتے ہیں خدا کے عہد کو اس کے پختہ کئے پیچھے۔ اور خدا نے جن تعلقات کے جوڑنے کا حکم کیا ہے اُن کو قطع کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو بھکا کر ملک میں فساد (برپا) کرتے ہیں (دیکھ لینا) آخر کو یہی لوگ زیاں کار ہوں گے۔

ؐ اس زمانہ کے بعد حقیقی حاکم مسلمانوں کے ہو سکتے نہیں بلکہ مجتہدوں کے تابع چلے گئے ہیں۔

ؐ نہیں مانتا ملا کر لفظ اللہ اور رسول اور اولی الامر میں صریح مغایرت موجود ہو

اس آیت شریفہ سے بخوبی واضح ہو گیا کہ قرآن مجید انہیں لوگوں کو گمراہ کرتا ہے جن میں یہ چار بد اوصاف ہیں۔ اوّل فسق یعنے عدولی حکم خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ دوم عہد پختہ کر کرا کے پھر توڑ دینا۔ سوم اتصال ماموریہ کا قطع کرنا۔ چہارم فساد فی الارض۔

ایک ادنیٰ سے غور و تامل سے واضح ہے کہ ان صفات سے وہی لوگ متصف ہیں جنہوں نے سبیل المؤمنین (یعنے مذہب اہل سنت والجماعت) سے انحراف کر کے کسی نئی روش و مذہب کے بانی ہوئے ہیں۔ اوّل تو وہ خدا کے حکم (اَطِیْعُوْا اُولُوا الاَمر جو واؤ عطف سے لازم ہے) کی عدولی کرنے سے فاسق ٹھیرے۔ دوم جب پہلے اُنھوں نے حنفی مذہب اختیار کیا تو اُن کا یہ عہد کہ احکام شرع جو امام ابوحنیفہ رح نے قرآن واحادیث وقضایا اصحابہ سے استنباط کر کے فقہ میں درج کیئے ہیں۔ ہم ان کے ساتھ کاربند رہیں گے اور اپنی رائے کو کبھی کچھ دخل نہ دیں گے پھر جب اس کے برخلاف چلے تو نقض عہد کے ملزم ہوئے۔ سوم۔ قطع اتصال کے ملزم یوں ٹھہرے کہ خدا تعالے نے فرمایا ہے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا الخ ترجمہ چنگل مارو اللہ کی رسی کو سب ملکر اور فرقے فرقے نہ ہو) پارہ چہارم سورہ آل عمران۔ رسی سے مراد قرآن مجید ہے لفظ جمیعا کا مفہوم یہ ہے کہ بڑی جماعت کے ساتھ ملکر کلام الٰہی پر عمل کرو چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ الْجَمَاعَةِ یعنے خدا کی حمایت کا ہاتھ جماعت پر ہے وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ اور بے شک اللہ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ کریگا۔ اور نیز یہ حدیث اِتَّبِعُوْا سَوَادَ الْاَعْظَمِ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ پس یہ لوگ جب اسی اتصال (جسکا خود خدا نے حکم کیا تھا) کو قطع کر کے کئی ٹول وفریق مثلاً وہابی۔ مرزائی۔ چکڑالوی۔ شیعہ۔ خارجی وغیرہ وغیرہ بن گئے تو قطع اتصال ماموربہ کے ملزم ہوئے۔ چہارم مسلمانوں کی بڑی جماعت اہل سنت والجماعت جو تیراں ۱۳۰۰ سو برس سے برابر قرآن مجید پر عمل کیئے چلی آرہی تھی جب یہ لوگ اس کو توڑ پھوڑ کر ادھر ادھر نکل گئے۔ تو یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ کے مصداق بھی ہو گئے۔

آخر کار صریح آیتوں کا انکار کر کے کفر کے کنارے پر آن کھڑے ہوئے۔ چنانچہ چکڑالویوں کو اطاعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صاف انکار و فرار ہے۔ اور مرزائیوں نے خاتم النبیین کا انکار کر کے مرزے قادیانی کو نبی مانا۔ اور نیز تمام انبیاء کے معجزات جن کی شہادتوں سے قرآن مجید بھرا پڑا ہے سے صاف انکار۔ اور نیچری بھی انہیں کے ہم مشرب ہیں اور اکثر عوام جہال اُن کے اختلاف کی وجہ سے شریعت غراء سے اعتبار اُٹھا کر گور پرستی و پیر پرستی پر جھک پڑے۔

Marfat.com

اور قبروں کے آگے سجدے کرنے لگے۔ اور صوم وصلوٰۃ و حلال حرام وغیرہ شرعی اموروں سے مطلقاً ہاتھ دھو بیٹھے یہی فساد فی الارض ہے جو انہیں لوگوں کی شامت سے وقوع میں آیا۔

الغرض مذکورہ بالا تصریحات سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا کہ قرآن شریف کو اپنی رائے سے سمجھنا۔ یا اپنی فہم قاصر کو اس کی تفسیر میں دخل دینا یہ بالکل حماقت و سراسر ضلالت ہے۔ اہل عرب باوجودیکہ اہل لسان و افصح الزمان و بلاغت میں شہرہ افاق تھے پھر بھی قرآن مجید کی سمجھ سے قاصر رہے چنانچہ حق تعالٰے ان کی خبریوں ارشاد فرماتے ہیں۔ بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ **ترجمہ** بلکہ اُنہوں نے جُھٹلا دیا اُس چیز کو جس تک نہ پہنچا اُنکا علم۔ اور ابھی تک ان کے پاس اس کی حقیقت نہیں آئی۔ پارہ گیارھواں۔ سورہ یونس۔

ان کے نا سمجھنے کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ چند مدت تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہ کر شاگردی کر کے ابھی تک اُنہوں نے علم قرآن نہ سیکھا تھا۔ جو کہ آپ کو بطریق وحی خفی خدا تعالٰے کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ اس علم کی شہادت بھی قرآن مجید میں موجود ہے۔ پارہ ششم۔ سورہ نساء۔ الآیۃ لَكِنِ اللَّهُ يَشْهَدُ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ **ترجمہ** لیکن اللہ تعالٰے گواہی دیتا ہے ساتھ اُس چیز کے کہ اُس نے اُتاری ہے تیری طرف کہ اُتارا اُس کو ساتھ علم اپنے کے۔ لفظ بعلمہٖ سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ خداوند تعالٰے نے جیسا قرآن کو اُتارا ہے ویسا ہی اُس کے ساتھ اُس کے علم کو بھی اُتارا ہے۔ وِالّا قرآن خود علم تھا اُس کو علم کے ساتھ اُتارنے کا کیا مطلب۔

بس اب معلوم ہو گیا کہ اس علم سے تفسیر ہی مراد ہے۔ جس کو کہیں بیان۔ کہیں حکمت و فرقان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پھر اس کو سمجھنے اور اسپر عمل کرنے کے صرف تین ہی طریق مقرر کیئے گئے ہیں۔

اول۔ اخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

دوم۔ اجتہاد و استنباط اولی الامر یعنے آئمہ دین و مجتہدین جیسا کہ سورہ نساء پارہ پنجم میں ان لوگوں کو جو اپنی قصور فہمی کی وجہ سے مفہوم قرآن کو بدل کر اپنی رائے فاسد کے مطابق کچھ مشتہر کرنا چاہتے تھے۔ بدیں الفاظ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا **ترجمہ** پس اُن لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کوئی بات سمجھتے ہی نہیں ہیں تنبیہ فرمائی۔ اور اُن کو بارشاد مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ **ترجمہ** جس نے رسولِ خدا محمدؐ کی اطاعت کی تو بیشک اُس نے خدا کی اطاعت کی۔ پھر اُن کو رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولی الامر کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت فرمائی۔

Marfat.com

رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت خدا کی اطاعت اسی واسطے ہے کہ جو کچھ آپ زبان مبارک سے فرماتے تھے۔ سو شہادت مَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى یعنے پیغمبر اپنی خواہشوں سے کوئی کلام نہیں کرتا سو وہ تو وہ کہتا ہے۔ جو اُس کو وحی کیا جاتا ہے گو وحی متلو ہو یا غیر متلو۔ جلی ہو یا خفی (وحی الٰہی ہی سے فرماتے تھے سو مَن يُطِعِ الرَّسُولَ الخ آئت کے اگے کچھ ان کج فہموں کی بد عادات کا ذکر کر کے پھر تیسری آئت میں ارشاد ہے۔ الآیۃ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلٰى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا۔ یعنے یہ قرآن کے غلط معانی اور اخبار ملکی مشتہر کرنے والے اگر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولی الامر کی طرف اُس کو لوٹاتے (تو) البتہ جان لیتے قرآن کے معانی صحیحہ اور اخبار ملکی کو وہ لوگ کہ استنباط اور تحقیق کا مادہ رکھتے ہیں (یعنے مجتہدین) ان میں سے (تو وہ یعنے مجتہد لوگ۔ ان کو سمجھا دیتے۔ اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر اور رحمت اُس کی (تو) البتہ پیرو ہو جاتے تم شیطان کے مگر تھوڑے (جو قرآن کے معانی صحیحہ کو سمجھ کر اس پر عمل کرتے۔ فَضْلُ اللَّهِ وَرَحْمَتُهُ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود باجود اور آئمہ دین مجتہدین کیطرف اشارہ ہے۔ جنھوں نے ان دو نعمتوں کا کفران کر کے مخالفت پر کمر باندھ لی ہے وہ واقعی متبع الشیطان ہیں۔

سیوم۔ قرآن پر عمل کرنیکا طریق۔ اتباع سبیل المؤمنین والتزام مذہب اہل سنت والجماعۃ ہے۔ جسکی طرف اس آئت وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا۔ یعنے تم سب ملکر اللہ کی رسی کے ساتھ چنگل مارو اور فرقے فرقے نہ ہو۔ یعنے جس طرح جماعت مومنین قرآن پر عمل کرتی ہے تم بھی اسی کے طور طریقے پر عمل کرو۔ پارہ چہارم۔ سورہ آل عمران میں ہدائت کی گئی ہے۔

پس ثابت ہو گیا کہ جو لوگ احادیث شریف واقوال اصحابہ (رضی اللہ تعالے عنہم) کی تفسیر کے مخالف قرآن کے معانی غلط بیان کر کے لوگوں کو اہل سنت والجماعت کے مذہب سے منحرف کرنا چاہتے ہیں۔ درحقیقت وہ سراسر اہل شیطان ہیں نہ اہل قرآن۔ ان کا اہل قرآن کہلانا۔ تو صرف سادہ لوحوں کو دھوکہ دینے کے واسطے ہیں۔ اسی حیلہ سے تو میاں اچھو جیسے بھولے بھالے صاحب اُن کے جال میں پھنسکر ان کا دلخواہ نمکین شکار بنتے ہیں۔ اگر چکڑالوی ایسے نئے نئے مسئلے نہ نکالتا تو بڑے بڑے فاضلوں کے ہوتے ہوئے اس بیچارے کو کون پوچھتا۔ وجہ معاش ہی اس بیچارے کی یہی ہے۔ اگر یہ بھی نہ ہوتی پھر تو زندگی ہی مشکل تھی۔

Marfat.com

بیچارہ ایک مسکین نادار۔ کسب سے عاجز و زار۔ وطن سے جلا وطن

اشعار

اہل قرآن اند اہل اللہ و بس　　اندر ایشاں کے رسد ہر بوالہوس

اہل باشد بس جنس ایں کلام　　نیست جز مرغے کہ بر پرد ز دام

ہر کہ اندر دام نفس ست و ہوا　　اہل شیطان است نے اہل خدا

اشکال۔ آیات مذکورہ بالا کی تصریحات سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کے معانی کا سمجھنا بجز تفہیم رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آئمہ دین کے سخت مشکل ہے۔ لیکن سورہ قمر وغیرہ میں جو یہ ارشاد (کہ ہم نے قرآن کو آسان کر دیا) خداوندی ہے۔ اس کے کیا معنے؟

جواب۔ اہل علم پر یہ امر مخفی نہیں کہ کلام الٰہی میں تین طرح کے علوم ہیں۔

(۱) وعظ و نصیحت جو بمنزلہ اشتہار عام کے اور ندا و منادی کے ہیں جیسا کہ تبشیر۔ انذار۔ وعد وعید۔ اخبار قیامت۔ دلائل توحید و نبوت مناظرہ با عداء دین اور ان کو ملزم ٹھہرانا۔ یاد دہی ایام اللہ یعنے امم ماضیہ کا پیغمبروں سے مخالفت کرنے اور ان پر قہر الٰہی نازل ہونے کا ذکر۔ جس کے ساتھ عوام کو خداوند تعالے نے ایمان کیطرف دعوت فرمائی ہے۔ اصطلاح شرع میں ایسے مضامین خدا کو ذکر و وعظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ سو ایسے مضامین کا قرآن سے سمجھنا چنداں دشوار نہیں۔ بشرطیکہ علم عربیت و لغت سے پورا واقف و ماہر ہو۔ لہذا خداوند کریم نے تیسیر کو بموجب ارشاد وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ کے ذکر سے خاص کیا۔

(۲) دوسری قسم کے علوم جو ذات و صفات الٰہیہ سے مختص۔ یا شریعت کے احکام۔ حلال۔ حرام عبادات معاملات کے متعلق ہیں۔ انکا سمجھنا بجز تعلیم رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) یا نائب رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ناممکن امر ہے۔ یہ تعلیم خدا نے آپ ہی پر منحصر رکھی ہے۔ جیسا کہ سورہ جمعہ میں ارشاد ہے۔ الآیۃ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (ترجمہ) وہی ہے جس نے بے پڑھوں میں انہیں میں کا ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھکر سناتا ہے اور ان کو گناہوں سے) پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب الٰہی یعنے احادیث و علوم قرآن کا سبق پڑھاتا ہے۔ اگرچہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے (مگر اب راہ راستہ پر ہیں) اور کچھ لوگ انہیں میں سے ہیں۔ جو ابھی تک انکو نہیں

Marfat.com

ملے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

قرآن کے احکام شریعت اور اسکی احسن تفسیر آپ ہی کو عطا ہوئی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ وَلَا یَاْتُوْنَکَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰکَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِیْرًا ترجمہ نہیں لائے یہ کافر تیرے پاس مثل مگر لائے ہیں ہم تیرے پاس حق اور احسن تفسیر۔ مراد حق سے قرآن۔ اور احسن تفسیر سے قرآن کے علاوہ آپ کو جو احکام عنائت ہوئے۔ جیساکہ سورہ رعد کے اخیر میں وارد ہے قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَمَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ ترجمہ کہہ کافی ہے اللہ گواہ۔ میرے اور تمہارے درمیان اور وہ شخص جس کے پاس علم کتاب ہے۔ پھر آپ سے یہ علم اصحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کرام کو ہاتھ لگا جیسا آپ نے ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے حق یہ دعا (الٰہی اس کو علم قرآن کی فقہ و تفسیر عنائت فرما) فرمائی۔ لہذا تفسیر عباسی جو تمام عالم کے علماء میں ایک مشہور تفسیر ہے۔ غالباً انہیں سے ہے۔

اور ایسا ہی سب اصحابوں کو بموجب ارشاد محکم بنیاد وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا کَآفَّۃً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْہُمْ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّہُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَہُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْہِمْ لَعَلَّہُمْ یَحْذَرُوْنَ ترجمہ اور نہ تھے مسلمان کہ نکل جاویں سارے۔ پس کیوں نہ نکلی ہر فرقے سے ان میں ایک جماعت تو کہ فقہ حاصل کریں دین میں۔ اور تو کہ ڈراویں قوم اپنی کو جب واپس جاویں طرف ان کے شائد کہ وہ بچیں۔ پارہ (۱۱) ربع (۱) سورہ توبہ کا اخیر) دین کی فقہ سیکھنے کا حکم ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہ کر اصحابہ نے جو فقہ حاصل کی تھی۔ تابعین کو سکھائی۔ پھر تابعین کے ذریعہ سے وہی فقہ آئمہ دین مجتہدین تک پہنچی جس کے فصول ابواب باندھ کر انہوں نے فقہ کی کتابیں بنائی۔ (اَجْزٰاہُمُ اللّٰہُ مِنَّا اَحْسَنَ الْجَزَاءِ) اور ان سے بذریعہ علماء دین ہم تک پہنچی۔ اب ہم کو جس ذریعہ سے قرآن پہنچا ہے اُسی ذریعہ سے اس کی فقہ بھی ساتھ ہی پہنچی۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم قرآن کے پہنچانے میں تو اُن کو امین وصادق جانیں۔ لیکن اس کی فقہ میں ان کو خائن و نامعتبر سمجھ کر اپنی رائے فاسد و فہم ناقص کو معانی قرآن میں دخل دینے لگیں یار اویان قرآن کو بے وجہ کذب و افتراء جیسی ناشائستہ تہمتوں سے موصوف کریں اور اپنے قدیمی استادوں سے عاق ہو کر دین و ایمان کو برباد کردیں۔

(۳) تیسرا قسم علوم قرآن میں سے معارف وحقائق اسرار الٰہیہ ہیں۔ وہ بوسیلہ عارفوں کاملوں زمرہ اہل اللہ کے ہم تک پہنچے۔ اور ان کی حصول کا طریق بحسب ارشاد ان دو آیتوں (۱) وَالَّذِیْنَ

Marfat.com

جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ترجمہ جو لوگ مجاہدہ کرتے ہیں ہم میں (یعنے ہماری طلب میں) ہم اُن کو اپنی راہ ضرور دکھائیں گے۔ اخیر سورہ عنکبوت (۲) وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا ترجمہ اور ذکر کر نام رب اپنے کا اور ٹوٹ اسکی طرف ٹوٹنا یعنے دل کو محبت ماسوائے حق سے قطع کر اور اُسی کا ہو رہو (سورہ مزمل) جو کہ شیخ کامل کے ارشاد و مجاہدہ۔ دوام ذکر و فکر کرنے اور تبتل الی اللہ پر منحصر و موقوف ہے پس معلوم ہوا کہ جو شخص ان وسائط کے سوا قرآن سمجھنا اور اسپر عمل کرنا چاہے۔ تو دو حال سے خالی نہیں۔ (۱) یا تو محض دیوانہ ہے (۲) یا شیطان انس جو عوام کو دین حق سے منحرف کر کے اپنا مسخر اور شکم پروری کا ذریعہ بنانا چاہتا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کو سمجھنے اور اسپر عمل کرنے کے صرف یہی وسائط ہیں۔ ان کے سوا بالکل ناممکن اور محال ہے۔

نادانوں کی تنبیہ کے لیئے اب یک دو مثالیں پیش نظر ہیں۔ غور سے ملاحظہ کیجئے۔ خداوند تعالے کا حکم تو صرف وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ (یعنے دو زکوۃ) آتا ہے۔ لغت میں زکوۃ کے معنے پاکی اور ستھرائی ہے۔ اب بتاؤ اس لفظ (زکوۃ) کو سننے والا اسپر کس طرح عمل کر سکتا۔ نہ تو اُسے یہ معلوم کہ کس چیز سے پاکی حاصل کرے۔ نجاست سے یا گناہوں سے یا مال سے۔ اگر مال سے ہے تو کس طرح یا کس قدر مال نکالنے سے پاکی حاصل ہوتی ہے۔ اور نہ ہی معلوم کہ کتنی مدت کے بعد زکوۃ نکالا کرے۔ اور نہ ہی یہ پتہ کہ کتنا مال ہو تو زکوۃ واجب ہوتی ہے۔ اب بتاؤ وہ بیچارہ کس طرح اس حکم کے عہدہ سے بری ہو سکے۔ ایسی کونسی آیت ہے جس میں ان سب امور کی تفصیل ہو۔ کیفیت صلوۃ میں اگرچہ قُوْمُوْا وَارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وارد ہوا ہے مگر مختلف مقامون پر اسکی پوری پوری کیفیت کہ پہلے قیام۔ پھر رکوع۔ پھر دو سجدے۔ پھر قیام۔ پھر رکوع۔ پھر دو سجدے۔ پھر قعدہ۔ اور کون کونسی نماز دوگانہ۔ سہ گانہ۔ چارگانہ۔ اس طرح کی تفصیل کونسی آیت میں موجود ہے۔ اگر مدعی کو دعوے ہے تو پیش کرے۔ ہاں جاہلوں کے سامنے جن کو اجنحہ کے معنے معلوم نہ ہوں۔ سورہ فاطر کی پہلی آیت پڑھ کر پیچھا چھوڑا لینا کچھ اور بات ہے۔ علماء کے سامنے ایسی چال بازیوں سے کچھ کام نہیں بنتا۔ اگر اب بھی جاہلوں کا شک رفع نہیں ہوا۔ تو لو پہلے مشاہدے سے اس امر کی تحقیق کر لو۔ پھر ہماری تصدیق کرنا۔

اگر کوئی شخص نو مسلم (خواہ ہندو ہو یا عیسائی) کا (کا پاس یافتہ عربی فارسی اردو سے خوب ماہر ہو لیکن ہمارے کتب دینیات۔ (احادیث۔ تفسیر۔ فقہ وغیرہ) سے مطلق بےخبر ہو۔ تو اُس کے آگے

Marfat.com

ایک تحت اللفظ ترجمے والا خالی از تفسیر قرآن مجید رکھا جائے۔ پھر پوچھا جائے۔ کہ ہمارے شرعی مسائل سے کسی ایک مسئلہ کو سمجھ کر علماء کے سامنے بیان کرو۔ تو کیا وہ شخص موصوف کچھ بیان کر سکے گا۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ اُسکو تو بموجب ارشاد وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ترجمہ یہ مثالیں ہیں جو ہم بیان کرتے ہیں واسطے آدمیوں کے اور نہیں سمجھتے اُن کو مگر علماء۔ سورہ عنکبوت پارہ بیسواں کے اخیر میں) کہ کچھ سمجھ ہی میں نہیں آئیگا۔

یہ امر بالکل بدیہی ہے جیسے روزمرہ کے مشاہدے گواہ ہیں۔ کہ انسانوں کی تصنیف شدہ جن کتابوں میں فصاحت و بلاغت کی پوری پوری داد دی گئی ہے سوا استاد کے ان کا حل کرنا بھی ایک مشکل امر سمجھا گیا ہے۔ تو قرآن جسکی شان میں اِنَّ اَحْسَنَ الْكَلَامِ وَاَبْلَغَ النِّظَامِ كَلَامُ اللّٰهِ الْمَلِكِ الْعَلَّامِ وارد ہے اور جس کے مقابلہ سے بڑے بڑے فصحاء عرب عاجز آئے۔ اسکی مثل ایک آئت تک نہ بنا سکے۔ بغیر استاد کے بھلا کب حل ہو سکتا یا اُس کے مطالب نفیسہ سمجھ میں آسکتے۔ حاشا وکلا۔ ایسا کبھی نہ ہوگا۔ اُسکی تو عبارت ہی اُستاد بغیر پڑھنی ایک محال امر ہے۔ صرف ایک قرآن مجید ہی حکمت ایجاد احکام مع اختصار مقولہ مشہورہ كلام الملوك ملوك الكلام وخير الكلام ما قل ودل کا مصداق ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اُوْتِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ یعنے مجھ کو جامع کلام عنائت ہوئی ہے۔ یعنے جس کے ہر ایک کلمے کے ضمن میں بہت سے معانی و احکام مندرج ہیں۔ بادشاہوں کا حکم اکثر اختصار کے طور پر ہی وارد ہوا کرتا ہے۔ پھر ارکان دولت اس کی تصریح و تفصیل کر دیا کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ بسبب ملازمت شاہی بارگاہ کے بادشاہ کی عادات و اشارات سے خوب واقف ہوا کرتے ہیں۔ مثلاً شاہی حکم ہوا کہ فوج کو قواعد جنگ سکھائے جائیں۔ اب بادشاہ پر کوئی لازم نہیں کہ قواعد اسکے سب حرکات و سکنات وغیرہ کی پوری پوری کیفیت و کمیت بھی تفصیل کرے۔

اسی طرح حکم الٰہی نماز کے واسطے صرف اتنا ہی (وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ) صادر ہوا۔ اب چونکہ اپنے رسول امین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب معراج کو آسمان اور عرش و کرسی پر بلا کر اپنے مقربین کی نماز سے واقف کرا دیا ہوا تھا۔ نیز بنا بر تعیین اوقات صلوٰۃ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو روز آکر جماعت کے ساتھ نماز پڑھائی۔ ایک روز اول وقت۔ دوسرے روز اخیر وقت۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز الٰہی کی پوری پوری ماہیت معلوم ہو گئی

Marfat.com

اس سے علاوہ کسی اور تشریح کی آپ کو ضرورت نہ رہی- پھر بھی نماز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحابہ کو سکھائی- اور فرمایا صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ یعنے تم اس طور پر نماز پڑھو جیسا کہ مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو- پس جیسا اصحابہ کرام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا ویسا ہی کیا- پھر آگے تابعین کو تعلیم فرمایا- اور ان سے آئمہ مجتہدین ومحدثین نے سیکھ کر اپنی کتابوں میں ضبط کر لیا- اب میاں چکڑالوی کی دال گلنی ذرا مشکل ہے- ہاں اگر اُسکے جاہل اتباع اُسکو اپنے دل میں مجتہد ثانی بیٹھے ہیں- تو ٹھانی بیٹھیں اُن کا کوئی اعتبار نہیں-

مجتہد کے واسطے بہت سے شرائط ہیں- بطور نمونہ کے ایک دو عام فہم ہدیہ ناظرین ہیں-

(۱) مجتہد لغت عرب کا خوب ماہر ہو (۲) رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحابہ کرام و راویان حدیث (جو اصحابہ اور مجتہد کے درمیانی وسائط ہیں) کے اول سے آخر تک سب کے حالات اسپر روشن ہوں- اور اس کی کمال عقل و ذکاوت وتقوے و دیانت پر ایک بڑی جماعت علماء، حکماء، عقلاء کی شہادت موجود ہو-

ان صفات سے موصوف وہی چار امام تھے جو اہل سنت والجماعت کے پیشوا ہیں- خصوصاً حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جو سب میں کیا عام کیا خاص- امام اعظم کے لقب سے مشہور ہوئے- ہزارہا علماء- فضلاء اولیاء اللہ- ملوک المؤمنین آپ کی فقہ کا لوہا مان گئے- اور ابھی تک برابر مان رہے ہیں- **بیت**

ہمہ شیران جہان بستہ این سلسلہ اند	روبہ حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را

اب چونکہ بہ سبب درازی زمانہ وکثرت وسائط (راویان) رواۃ نامعلوم الحال- رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و اصحابہ کرام رضی اللہ تعالے عنہم کے احوال واقوال وافعال وعادات ورسومات سے پوری پوری کیا بلکہ کچھہ کم وبیش واقفی بھی ایک ناممکن بلکہ محال من اشد المحالات ہے- سوائے اتباع اسلاف کے اب کوئی چارہ نہیں- نتیجہ یہ کہ آج کل کے زمانہ میں کوئی مجتہد نہیں ہو سکتا- گو بڑا عالم فاضل ہی کیوں نہ ہو-

پہلے مجتہدوں میں یہ لمبے چوڑے فاصلے نہ تھے- اسی واسطے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال پر مطلع ہونا کچھہ زیادہ مشکل نہ تھا- جیسا کہ ہم لوگ اگر کسے کے آباؤ اجداد کے احوال پر مطلع ہونا چاہیں- تو صرف دو تین قرنوں پر اطلاع پا سکتے ہیں- ہم میں سے بہتیرے ایسے بھی

Marfat.com

ہوں گے جنکو اپنے دادے کے باپ کا نام تک بھی معلوم نہیں تو پھر کہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کہاں ہم۔ چکڑالوی کے چند جہال صرف اس بات پر کہ اعلم القرآن کا دم مارنے لگا مغرور ہو کر اس کے متبع و پیرو ہو گئے اور متبع بھی وہ جو مذہب اہل سنت والجماعت سے انحراف کر کے دین و ایمان سب تلف کر چکے تھے۔ سچ ہے۔ بھیڑیا اُسی بکری کو پھاڑتا ہے جو ریوڑ سے الگ کہیں آوارہ پھر رہی ہو۔ اور یہی مضمون بعینہ ایک حدیث نبوی کا ہے۔ جس کی بعینہ عبارت نقل ہم نے اس واسطے نہیں کی۔ کہ مقابل تو حدیثوں سے منکر ہیں۔ اُن کو حدیثوں سے کیا لگاؤ۔ یہی وجہ ہے کہ چکڑالوی کے وطنی لوگ چونکہ مذہب اہل سنت والجماعت کے پورے پورے پابند تھے اس کے دام میں کم پھنسے۔ اور اسکی جان و مال کے دشمن بن گئے چکڑالوی نے بھی سمجھ لیا کہ یہاں میری دال گلنا مشکل ہے۔ ناچار لاہور کا رُخ کیا۔ یہاں چند جاہل۔ جن کے عادات و اخلاق اس پنجابی مثل (جس لائی گلیں اوسے نال اُٹھ چلی) کے مصداق تھے۔ اس کے شکار بن گئے۔ چکڑالوی کے جاہل اتباع اس کے اعلم القرآن ہونے کی دلیل یہ پیش کیا کرتے ہیں۔ کہ میاں چکڑالوی نے جو تفسیر کی ہے اور جو علوم و فنون قرآن سے نکالے ہیں آج تک ہم نے کسی عالم سے نہیں سنے۔

ارے! جاہلوں یہ تو اسکی حماقت اور بطلان کی دلیل ہے۔ تم ہی انصاف کرو۔ کہ اگر لاکھ حکیم یا کچھ زیادہ جو اس بات پر متفق ہوں کہ سینکھیا گرم و خشک بدرجہ چہارم اور زہر قاتل ہے برخلاف اس کے ایک شخص سینکھیا کو سرد تر اور تریاق حیوانات جانے اور اس کے کھانے سے کسی طرح کا ضرر و خوف نہ سمجھے۔ تو اب تمہارے نزدیک کس کا قول معتبر ہوگا۔ اس ایک شخص کا (جو تمام حکماء کے مقابل میں خم ٹھوک کر آ کھڑا ہوا ہے) یا تمام دنیا کے حکماء کا۔ اگر تم سب کو چھوڑ کر صرف اس ایک آدمی کے کہنے پر چلو گے۔ تو یہ ایک ایسی ہی عجیب بات ہو گی جیسے ایک آدمی چارپائی بنانے کیواسطے ایک بڑھی کے پاس گیا اور کہا میاں بڑھی میری چارپائی ایسی بنانا کہ آگے کسی نے نہ بنائی ہو اور نہ دیکھی ہو۔ بڑھی نے دو پائے نیچے کیطرف اور دو اوپر کی طرف لگا دئے۔ جب مالک نے آکر دیکھی تو خفا ہوا۔ کہ میاں یہ کیا بنایا۔ بالکل چارپائی ہی بگاڑ دی۔

بڑھئی۔ آپ کے حسب الارشاد ہی کیا ہے۔ کچھ اور تو نہیں کیا۔ پھر غصہ کاہے کا۔ بتائیے کسی نے کبھی ایسی چارپائی بنائی یا دیکھی۔

Marfat.com

یہی طریق ان جہال کا ہے جو ہمیشہ نئی بات کے بڑے عاشق رہتے ہیں۔ گو وہ بات قرآن وحدیث شریف اور اجماع امت کے سراسر مخالف و بالکل منافی ہو۔ مگر چار پائی والا تو کچھ بینا تھا اس لئے چار پائی دیکھ کر فوراً انگار کو سمجھ گیا۔

یہ جاہل تو بالکل کور باطن و نابینا ہیں۔ موت کے بعد ہی اپنی بگاڑ کی مقدار سمجھیں گے تب انہیں یوں فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ۔ یعنے کھول دی تجھ سے تاریکی تیری پس نظر تیری آج کے دن تیز ہے) خطاب ہو گا۔ اور نیز یوں۔ وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ ترجمہ ظاہر ہو گیا اللہ کی طرف سے وہ امر کہ نہ تھے گمان کرتے)

مثال ایک تاجر نے تجارت کی غرض سے کسی دور دراز جزیرے کا قصد کرنا چاہا۔ اسواسطے اپنی ساری بضاعت کسے (قزاق) سے بیچ کر نقدی (کھوٹا سونا) تیار کی۔ ہر چند شہر کے لوگوں نے اُسے کہا کہ یہ کھوٹا سکہ ہے مگر چونکہ اس کو اس قزاق پر پورا پورا اعتماد ہو چکا تھا کسی کی نہ سنی اور چل دیا آخر جب اپنے مطلوبہ جزیرہ پر پہنچا۔ اور مال تجارت خریدنا چاہا۔ تو کوئی ایک کوڑی بھی اس سونے کے بدلہ نہیں دیتا۔ بلکہ لوگوں نے دغاباز سمجھ کر اُلٹا اس کو گرفتار کرا دیا۔

یہی حال قیامت کے دن ان جاہلوں کا ہو گا جو کروڑہا علماء۔ فضلاء کے برخلاف ایک چکڑالوی پر اعتماد کر بیٹھے ہیں۔ اور اپنی عمر اور ایمان کی بضاعت کو اس کے مجنونہ خیالوں میں خرچ کر دیا۔ تاریخ دانوں پر مخفی نہیں کہ شروع اسلام سے آج ۱۳۲۵ھ ہجری تک اس کا ہم خیال کوئی ایک مسلمان بھی نہیں گذرا۔

چکڑالوی کا دعوٰے ہے کہ صرف میں (اور میرے متبعین) ہی قرآنی نماز پڑھتے ہیں دوسرے سب مسلمان شرکیہ نماز پڑھتے ہیں۔ جس کو اُنہوں نے حدیث شریف سے اخذ کیا ہے۔ اور یہ بھی کہتا ہے کہ سب مشرکین بزمانہ رسالت مآب اور آپ سے پیشتر بھی حدیث کی نماز پڑھتے تھے۔ یہاں تک مبالغہ کیا ہے۔ کہ فرعون بھی اہل حدیث میں سے تھا۔ وہ یوسف علیہ السلام کی حدیث پر چلتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب جو کرتا تھا سو اسی واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام قرآنی نماز کا حکم کرتے تھے۔

شعیب علیہ السلام اور آپ کی قوم کے مابین جو تنازعہ تھا۔ سو اسی قرآنی نماز ہی کا تھا۔ اور یہ بھی کہتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ تک لوگ اسی طرح جیسا کہ آج کل مروج ہے پانچ وقتوں کی نماز باقیام و رکوع وسجود

مخصوص معلوم پر برابر پڑھتے چلے آئیں ہیں۔ اور اسی طرح ماہ رمضان کے روزے۔ زکوۃ حج۔ سب کو کچھ کرتے آئیں ہیں۔ اہل اسلام اور ان کے مابین اختلاف فقط یہی کہ وہ نماز میں بجز قرآن دیگر حدیثوں کے اوراد بھی پڑھا کرتے تھے۔ پیغمبروں کو سب ایذا رسانی انہیں اوراد کی مخالفت کے باعث ہوئی ورنہ نماز تو ان کے ہاں بھی مروج تھی۔ نماز کے ارکان وغیرہ سب کچھ جانتے تھے۔ اوراد وغیرہ بھی کرتے تھے۔ لہذا حق تعالے نے قرآن میں نماز کا بیان بطور اختصار کے ہی رہنے دیا۔ قیام۔ رکوع۔ سجدے وغیرہ کی ترتیب کچھ بیان نہ فرمائی۔

اس کے مفہوم کو ہر ایک جانتا تھا۔ اختلاف تھا تو صرف اتنا ہی تھا۔ کہ وہ نماز میں حدیثی اوراد پڑھا کرتے تھے۔ جو قرآنی اوراد کے برخلاف ہیں۔ انتہی کلامہ محصول مرامہ۔

رد چکڑالوی بہ برہان القرآن۔ اَقُوْلُ۔ قرآن کے جاننے والوں پر یہ امر مخفی نہیں کہ اس کے ایسے زعمی مسائل کیسے لغو و بیہودہ ہیں۔ مضامین قرآن کے بالکل برعکس و مخالف ہیں۔ اگر وہ لوگ نماز کو جانتے ہوتے تو حق تعالے قُوْمُوْا وَارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا کیوں فرماتا۔ اور پھر اس سے ان ارکان کو قرآن سے ثابت کرنے کی غرض سے دفتروں کے دفتر کیوں سیاہ کر مارے۔ بلکہ قرآن تو صاف طور پر فرما رہا ہے کہ کفار نماز نہ پڑھتے تھے۔ اور ان کی نماز خانہ کعبہ کے اردگرد صرف سیٹی۔ تالی بجانا ہی تھی۔ دیکھو سیپارہ ۹ ع کے اخیر کے رکوع میں وَمَا كَانَ صَلٰوتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً۔ چکڑالوی نے اس جگہ بھی اپنی جبلی عادت سے باز نہ رہ کر تصرف کیا ہے۔ مکاء کے معنے غیر الفاظ قرآنی لکھے ہیں۔ جو کسی لغت کی کتاب میں نہیں پائے جاتے۔

نیز سورہ مدثر میں ہے کفار کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اس لئے ہم دوزخ میں پڑے ہیں۔ جیسا کہ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ۔ اور سورہ مرسلات کے اخیر میں۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ترجمہ اور جب اُن کو کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو۔ وہ رکوع نہیں کرتے یعنے نماز نہیں پڑھتے۔ سورہ توبہ میں۔ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ۔ اگر وہ لوگ نماز و زکوۃ ادا کرتے ہوتے (جیسا کہ آپ کا زعم ہے) تو حق تعالے فرماتا۔ کہ اگر وہ نماز میں قرآن پڑھیں تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ پس اگر بفرض محال اسی طرح ہوتا۔ تو بھی (مذکورہ بالا فقرہ) کافی تھا۔ اور فرعون کا یوسف علیہ السلام کی حدیث پر چلنا تو تب صادق ہو جب اسکا یوسف علیہ السلام پر ایمان لانا بھی ثابت ہو۔ اور ایمان کہاں سے ثابت ہوا۔ بلکہ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ

یُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِیْ شَکٍّ مِّمَّا جَآءَکُمْ بِهٖ تو صاف صاف بتا رہا ہے
کہ وہ یوسف علیہ السلام کی رسالت سے ہمیشہ شک میں رہا۔ اگر وہ کسے پیغمبر پر ایمان رکھتا۔ تو
دعوی الوہیت کیوں کرتا۔ پھر ہمارے پیغمبر صاحب کے زمانے کے کفار اگر کسی پیغمبر پر ایمان رکھتے
اور اس کی حدیث پر چلتے ہوتے تو توحید و حشر و نشر کے منکر کیوں ہوتے۔ نیز اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ
اِلٰـهًا وَّاحِدًا۔ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ اور ءَاِذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ
کیوں کہتے۔ کیونکہ تمام پیغمبروں کی رسالت کا اعظم مقصود یہی دو امر ہوتے ہیں۔ (۱) توحید الٰہی
(۲) ایمان بالبعث والنشر جب یہی عقیدہ ان میں مفقود تھا جو اصل اصول ہے تو پھر فروعات
دین یعنے نماز۔ روزہ وغیرہ کیونکر ادا کرتے ہونگے۔

مسلمانوں اور کفار کا مابینی فرق اگر صرف چکڑالوی کی نماز ہی تھی۔ تو اہل اسلام نے ایسا
اہم امر جو کہ ان کے لئے ما بہ الامتیاز تھا۔ کیوں اور کس غرض کے واسطے چھوڑا۔ پھر سب
کے سب اس کے چھوڑنے پر آمادہ و بالکل متفق کس طرح ہوگئے۔ کیا اُن کو قرآن سے کوئی
خاص عداوت تھی؟ اگر بفرض محال تھی ۔ تو پھر قیام میں فاتحہ و قرآن پڑھنا کیوں قائم رکھا
پھر قرآن میں اثبات توحید و ابطال شرک و عبادت اصنام پر جس قدر زور دیا گیا ہے۔
(جیساکہ قرآن مجید کے مطالعہ کرنے والے پر بالکل بدیہی ہے) یہ سب کچھ کس طرح اُنہوں نے
باقی رہنے دیا۔ اگر ما بہ الامتیاز۔ اور باعث اختلاف مابین فریقین صرف یہی ایک مسئلہ قرائت قرآن
تھا۔ تو اس کو صاف لفظوں میں کیوں نہ واضح کیا گیا۔ تاکہ کسی کو مجال شک باقی نہ رہتی۔ اس کے
واسطے کچھ زیادہ عبارت ضرورت نہ تھی۔ صرف یہی لَا تَقْرَءُوْا فِی الصَّلٰوةِ غَیْرَ الْقُرْاٰنِ فقرہ کافی تھا
اگر اتنا ہوتا تو جھگڑا فیصل تھا۔ چکڑالوی کے عقیدہ موافق۔ تو سارے قرآن کا نزول ہی صرف
ایک اس مسئلہ کے حل پر منحصر ہے۔ مگر طرفہ یہ کہ اگر سارے قرآن کو حرف حرف کر گردانوں
تو بھی اُس کا۔ صاف صاف پتا کہیں نہیں چلتا۔ بڑی لمبی چوڑی تقریریں۔ سو سو گز لمبی تحریریں
لکھی بہت ادھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارے۔ کئی جگہ قرآن میں بیجا تصرف کیا۔ کہیں کم کیا۔ کہیں بڑھایا
کہیں اپنے بڑھائے کو مقدر کہہ کر جان چھوڑائی۔ مگر مدعا کے مطابق ایک آیت بھی نہ نکلی۔
جس سے اس کا مطلب پورا ہوتا اور جان چھٹتی۔ آخر تنگ آکر بڑی جد و جہد کے بعد ایک آیت
نکالی جسے مدعی کے ساتھ کوئی لگاؤ نہیں۔ وہ آیت یہ ہے۔ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ
الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا۔ اس موقعہ پر اس نے اپنی رائے فاسد سے

Marfat.com

کام لیا۔ یوں کہدیا۔ اگر نماز میں سوا الفاظ قرآن کے اور کچھ پڑھنا جائز ہوتا۔ تو حق تعالےٰ نماز کو قرآن نہ کہتا۔ پس یہی کچھ بڑا بھاری ثبوت اس کے پاس ہے۔ اور اور سب آیات کو اسی مطابق الٹا پلٹا کر کے کام لیا ہے اور بنائے فاسد پر فاسد چڑھاتا گیا۔

شعر

بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا ۔۔۔ جو چیرا تو یک قطرۂ خون نکلا

ارے بانادان تو خود قائل ہے۔ کہ جزو ذکر کر کے کل مراد لینا۔ قرآن مجید کا اکثر محاورہ ہے جیسا کہ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ اور فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ اور وَاسْجُدُوا۔ ایسے مواقع پر جزء فرما کر کل مراد لیا گیا ہے۔ تو اگر فجر کی نماز کو قرآن الفجر فرمادیا۔ تو اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ تمام نمازوں میں بجز قرآن کے تسبیح اور حمد اور اوراد نہ پڑھے جائیں۔

اگر ایسا ہی ہے۔ تو وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ کے موقع پر یوں کیوں نہیں کہتا کہ نماز صرف رکوع ہی رکوع ہے اور جب رکعات کی تعداد کی بحث میں۔ تو کتب لغت کی اتباع کر کے یوں کہا۔ کہ صلوۃ۔ قیام و قرائت قرآن۔ اور رکوع و سجود و تسبیح اور دعا کا نام ہے۔ مگر معلوم نہیں کہ اس جگہ اہل لغت کی پیروی کیوں نہیں کی۔ پھر رکوع کی بحث میں خود لکھا ہے۔ کہ محل و موقع رکوع کا بعد قرائت قرآن کے ہے۔ چنانچہ اس مسئلہ کو چند آیات سے ثابت کیا ہے۔ جن میں سے ایک اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ ہے۔ آپ کی اس عبارت (موقع رکوع کا بعد قرائت قرآن) سے صاف ظاہر ہے کہ رکوع میں قرآن نہ پڑھنا چاہیئے اب اگر رکوع میں قرآن ہی پڑھنے کا حکم ہے۔ تو یہاں رکوع بعد قرآن کے کیونکر ہوا۔ سچ ہے دروغ گورا حافظہ نباشد۔ الغرض۔ قرآن کی کسی آیت سے ثابت نہیں۔ کہ نماز میں بجز آیات قرآن دیگر اذکار و تسبیحات وغیرہ نہ پڑھنا چاہیئے۔

چکڑالوی کے سب توہمات باطلہ کا منشاء صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور آپ کی حدیث سے عداوت اور تعصب رکھنے پر مبنی ہے۔ احادیث سے عداوت تو اس لئے کہ ان میں اسکی مذمت ہے۔ اور نیز چینیانوالی مسجد والوں نے اس کو وہاں سے بے عزت کر کے نکالا تھا۔ چونکہ وہ اہل حدیث کہلاتے ہیں۔ چکڑالوی کی ان پر اور تو کوئی پیش نہ گئی۔ کیونکہ اگر ان کو خلاف سواد اعظم کا الزام دیتا۔ تو وہ الٹا خود پر آتا تھا۔ اب بھی سواد اعظم سے تو انحراف کر چکا تھا۔ ادھر ان کو دیکھا کہ خلاف حدیث کے طعن سے مسلمانوں کے دل خراش رہے ہیں۔ اس کے پاس اور ہتھیار تو تھا نہیں۔ مخالفت قرآن کا طعن ہی ان پر جڑ دیا۔ اور اوپر

Marfat.com

ماثورہ کے پڑھنے کو شرک ٹھہرا کر ان کو کافر مشرک کا خطاب دیا۔ اور اپنے جلتے دل کو ٹھنڈا کیا۔ جو آیات قرآن کفار مشرکین کے حق میں تھے۔ وہ اہل حدیث پر لگائیں۔ جو آیات انبیاء وصالحین کی مدح میں ناطق ہیں۔ ان کا مصداق اپنے آپ اور اپنے متعلقین کو گردانا۔ اہل قرآن بننے سے اُن کو اور کوئی فائدہ نہیں۔ مگر ان نا اہلوں نے قرآن کو جنگ جدال کا آلہ اور دنیا کمانیکا جال بنا رکھا ہے۔

چکڑالویوں۔ اور نیچریوں۔ اور مرزائیوں ان سب کا ایک ہی وطیرہ ہے۔ جب وہ اتباع سواد اعظم سے منحرف ہو گئے۔ تو نور ایمان کا چراغ تو ان کے دل سے گل ہو گیا۔ اور وہ ہر یہ فرنگ کے متبع بن گئے۔ اب قرآن مجید کو کھینچ کھینچکر ملاحدہ فرنگ کے ظنی ڈھکوسلوں و باطل خیالوں کے مطابق بنانا چاہتے ہیں۔ جہاں کہیں قرآن کا مطلب سائینس کے خیال کے مخالف آیا۔ جھٹ تاویل کی اور اپنے آپ کو جہال کے سامنے بڑا محقق کر دیکھایا۔ نئے نئے مذاہب کے بانی بنے۔ اہل اسلام چونکہ ان کی رائے کے مخالف ہیں۔ ان پر آیات قرآن سے کفر و شرک کی تہمتیں جڑنے لگے۔

اُنھوں نے اس ڈھنگ سے مال دنیا بخوبی و بکثرت جمع کیا۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ۔ پھر طرفہ یہ ہے کہ جو اُن کے توہمات باطلہ کی تردید کرے۔ اسکو خلاف قرآن کی وعید سنا کر ڈراتے ہیں۔ اس جگہ مجھے ایک لطیفہ یاد آیا جو مطابق حال ہے سر مو کا فرق نہیں۔ کسے بدکار بازاری عورت نے (جس کو لوگ کینچنی یا کنجری بھی کہتے ہیں) گلستاں بوستاں کو خوب حفظ کیا اور دام شکار بنایا اتفاقاً ایک روز اغوائے شیطانی سے کوئی فارسی خواندہ امیر اس کے مکان پر جانکلا۔ مگر وہ کینچنی چنداں خوبرو نہ تھی۔ اس واسطے امیر کو پسند نہ آئی۔ اُلٹا پھرنے کا ارادہ کیا۔ کینچنی بھی جھروکے سے تاڑ رہی تھی۔ جھٹ بول اُٹھی۔ **شعر**

عزیزے کہ از درگہش سر بتافت ۔۔۔ بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

امیر چونکہ فارسی خواندہ تھا متحیر ہو کر واپس آگیا پوچھا۔ خرچی کیا لے گی! وہ جھٹ بول اُٹھی۔ **شعر**

بضاعت بچند آنکہ آری بری ۔۔۔ وگر مفلسی شرمساری بری

آخر امیر بموجب مانگنے کے دیکر اپنے کام میں مشغول ہوا۔ اور پوچھا۔ چہ حظ یافتی۔ بولی

ہر نفسیکہ فرو میرود ممد حیات است وچوں برمے آید مفرح ذات۔ امیر۔ شائد سعدی کو کہ در گروہ۔ گنجینی۔ **شعر**

دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار — کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

دیکھئے کلام سعدی علیہ الرحمۃ کیسی پر از حکمت ونصائح ہے۔ لیکن اس بدکار نے کیسے بے محل وموقع پر۔ اس کو کس طرز سے ڈھالا اور استعمال کیا۔ پس یہی حال چکڑالوی اور اسکے ہم مشربوں کا ہے۔ جیسا کہ چکڑالوی نے برہان قرآن فی صلوٰۃ القرآن میں خطیب الانبیاء شعیب علیہ السلام کا تنازع جو اِن کے اور اُن کی قوم کے مابین واقع ہوا تھا۔ جو کہ سورہ ہود کے ساتویں رکوع میں مذکور ہے لفظ بلفظ اپنے پر ڈھالا ہے استدلال قرآنی پیش کرنے میں عقلمند لوگ تو اس کو خوب سمجھتے ہیں۔ عامی آدمی تھوڑی سی عقل والا بھی کچھ غور وتامل کرنے پر معلوم کر لیگا۔ کہ قرآن مجید محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہی نازل ہوا ہے۔ اور آپ پر ہی اس کے حقائق۔ دقائق کھولے گئے ہیں۔ آپ نے اپنی امت کے سامنے قرآن مجید کی پوری پوری جیسی چاہئیے تھی کما حقہ تفسیر کر دی ہے۔ پس یہ انصاف ہے کہ آپ کا پیرو تو مشرک ہو۔ چکڑالوی اور اس کا پیرو۔ اہل قرآن اور سارے محامد قرآنی کا متصف قرار دیا جائے۔ ہم بھی تو مانتے ہیں۔ کہ قرآن مجید جملہ علوم دینیہ کا مصدر ومنبع ہے۔ مگر انکو سمجھنے کے واسطے کامل بصیرت درکار ہے بموجب ارشاد خداوندی اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ترجمہ سوا اس کے نہیں کہ قرآن سے نصیحت پکڑتے ہیں عقلمند۔ اور کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ترجمہ۔ ایسا ہی ہم تفصیل کرتے ہیں آیات قرآن کو واسطے اس قوم کے جو عقل رکھتے ہیں۔ اور۔ وَقَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّفْقَهُوْنَ یعنے بے شک ہم نے آیات کی تفصیل کر دی ہے واسطے اس قوم کے جو فقہ کا علم رکھتی ہے۔

چکڑالوی نے خود لکھا ہے کہ اولوا الالباب سے مراد رسول ہیں۔ کیونکہ کامل عقل وہی رکھتے ہیں۔ تو پھر یہ قرآن کے سمجھنے میں حضرت محمد رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع سید الرسل (جو سب کے سردار اور شہنشاہ ہیں) کیوں نہیں کرتا۔ دیکھو برہان القرآن صفحہ ۲۷ کے اخیر میں۔ قولہ اولوا الالباب سے مراد رسول ہیں۔ کیونکہ اس جگہ بطور نمونہ بغرض اتباع پیش ہوئے ہیں۔ او ر اتباع صرف رسولوں ہی کی فرض ہے انتہی کلامہ۔

پس جب ثابت ہو گیا کہ اولوا الالباب صرف کامل بصیرت انبیاء اور رسل ہی ہیں۔ تو

اُن حضرات کو قرآن کے سمجھنے میں عینک کی حاجت نہیں - اور ضعیف بصیرت والوں کو سوائے عینک کے چارہ نہیں - مگر یہاں ایک دھوکہ ضرور ہوتا ہے - وہ یہ ہے کہ جس رنگ کی عینک ہو - چیزیں بھی اُسی رنگ کی نظر آئیں گی - یعنے جسکا کوئی مقلد ہے اُسی ہی طرف قرآنی مضامین کو کھینچتا ہے - عینک ایسی چاہیئے جو رنگ الٰہی سے رنگی ہو - کہ حقیقت قرآن کما حقہ اس سے جلوہ گر ہو سکے - ایسی عینک سوا وجود با جود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب اور تابعین کے اور کہیں نہیں ملے گی - کیونکہ یہ حضرات یقیناً رنگ الٰہی سے منصبغ اور رنگین ہوئے ہیں - جیساکہ اُن کے شان میں صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ وارد ہے - چکڑالوی نے اس عینک سے انکار کر کے سید نیچری کی عینک اختیار کی جو دہریہ فرنگ کا مقلد ہے - تمام مضامین قرآن پر سائینس کے باطل توہمات کا رنگ اسی سے رے کر چڑھایا - اس نیچری کی تقلید نے چکڑالوی کو ایسا اندھا کر رکھا ہے کہ اپنے مسائل مسلمہ کے خلاف کرنے پر مجبور ہؤا - جیساکہ اسکا تسلیم کیا ہؤا مسلمہ ہے - کہ سوا خدا کے کسی کی اطاعت (گو وہ رسول ہی کیوں نہوں) نہ کرنی چاہیئے - بلکہ شرک ہے اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ وَلَا يُشْرِكُ فِىْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا - اس مسئلہ کو ان آیات مذکورہ بالا سے بڑے زور شور سے محقق و ثابت کرتا ہے - پھر اسی کو توڑ کر ایک نیچری کی تقلید سے ملاحدہ فرنگ کی اطاعت فرض مان لی - دیکھو اشاعۃ القرآن بجواب اشاعۃ السنۃ کے اخیر میں باوجودیکہ معجزات انبیاء کے صدور کا بھی کہیں کہیں قائل ہو جاتا ہے - جیساکہ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ کے ذیل میں عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کا قائل ہؤا ہے - شائد یہ برائے رعائت حکام وقت (نصاری) کے ہو - ورنہ یہ سائنیس کا دلدادہ کب مانتا تھا - کیونکہ سائینس دان دہریئے وقوع معجزات کو محال تصور کرتے ہیں - اور خلاف قانون قدرت سمجھتے ہیں - اسی بنا پر چکڑالوی نے تمام معجزات انبیاء مذکورۃ فی القرآن کا صاف انکار کر دیا - اور خام تاویلات سے کام لیکر سر سید احمد نیچری کی تفسیر اور خیالات کے قدم بقدم چلا - دیکھو اشاعۃ القرآن بجواب ترک اسلام (مصنفہ دھرم پال آریہ) میں موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے مردہ بنی اسرائیل کا زندہ ہونا - پھر آپ کی دعاء سے بنی اسرائیل پر بادل کا سایہ ہونا - پتھر سے باراں چشمے جاری کرنا - گائے کا ایک ٹکڑہ مار کر ایک مقتول کو زندہ کرنا - حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ نمرود کا سرد ہو جانا اور آپ کا سلامت رہنا - اور آپ کا چار جانوروں کو پکڑ کر کے ٹکڑے ٹکڑے

کرنا اور پھر حکم الٰہی سے زندہ کر دکھانا۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری کا کارگر نہ ہونا۔ لوط علیہ السلام کے شہروں کو الٹا کرنا۔ اور اصحاب فیل کو ابابیل کے پتھروں سے ہلاک کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان سب کا چکڑالوی نے محض سر سید احمد کی تقلید سے انکار کیا۔ حالانکہ قرآن مجید میں یہ سب صراحتًا مذکور ہیں۔ اگر طول ہو جانے کا خوف نہ ہوتا تو ان سب مواقع کی عبارت نقل کر کے آیات قرآن سے بحث کی جاتی۔ مگر اس کے لئے ایک جدا رسالہ درکار ہے اس جگہ ہمیں صرف مسائل نماز پر بحث کرنی منظور ہے۔ بہت سے مواقع پر چکڑالوی قرآن میں اپنے پاس سے بڑھایا ہے۔ اور بہت سی جگہوں پر اپنی تاویل خام سے کام لیا ہے۔ چنانچہ جنگ بدر میں فرشتوں کا اترنا۔ اور مسلمانوں کے ہمراہ ہو کر کفار سے لڑنا قرآن میں صاف صاف موجود ہے۔ چکڑالوی نے بھی ایک موقع پر (جہاں فرشتوں کے بے پر ہونے کو ثابت کرنا چاہا) تسلیم کیا ہے۔ دیکھو اشاعۃ القرآن صفحہ ۳۴۹ بیان تعداد رکعات نماز۔

جنگ بدر میں پانچ ہزار فرشتے لوگوں نے دیکھے۔ لیکن ایک کے بھی کسی کو پر نظر نہ آئے اور اس پر بطور دلیل کے یہ آئتیں لکھی ہیں وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ سے قُلُوْبُكُمْ بِهٖ تک اور قَدْ كَانَ لَكُمْ سے اُولِي الْاَبْصَارِ تک۔ ان آیات کا ترجمہ تو لکھا نہیں۔ خلاصہ مطلب لکھ دیا ہے کہ تمہارے لیئے یہ نشان صدق نبوت پر کافی ہے۔ کہ جنگ بدر میں کفار مسلمانوں کو اپنی فوج سے دگنا دیکھتے تھے۔ حالانکہ مسلمان اُن سے بقدر تہائی کے تھے۔ کفار کا مسلمانوں کو اپنے سے دگنا دیکھنا صرف ملائکہ کی شمولیت کے باعث سے ہی تھا۔ ورنہ درحقیقت مسلمان اتنے ہی تھے۔ تعداد آدمیوں کی تو بڑھی نہ تھی۔

اس عبارت کے مضمون سے صاف ظاہر ہے کہ فرشتوں نے بشمول جماعت مؤمنین کفار کے ساتھ قتال کیا ہے اب ایک دوسرے موقعہ پر سر سید احمد وغیرہ کی تقلید سے۔ جنگ بدر میں فرشتوں کے نزول کا بڑے زور و شور سے انکار کیا ہے اور آیت اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ میں اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ کے اصل معنے تو یوں (بے شک میں تمہیں مدد کرنیوالا ہوں) ہیں۔ لیکن چکڑالوی نے یوں (میں تمہیں مدد کر سکتا ہوں) لکھے ہیں۔ جس سے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ فرشتوں کا اُترنا وعدہ ہی وعدہ رہا ہے۔ وقوع میں نہیں آیا۔

مسلمانوں کی تسلی کی خاطر اب کچھ اور بیان بڑھایا جاتا ہے۔ دیکھو اشاعۃ القرآن بجواب

Marfat.com

ترک اسلام جواب نمبر ۶، صفحہ ۱۳ **قولہ** تمام قرآن میں بائے بسم اللہ سورہ فاتحہ سے لیکر سورہ والناس کے سین تک کسے جگہ سے وہم وخیال تک بھی نہیں ہوسکتا۔ کہ کسی زمانہ میں خدا نے اہل اسلام کی مدد کے لئے۔ فرشتوں کو لڑنے کا وعدہ کیا ہو۔ اس سطر سے لیکر بارھویں سطر یعنی بعد آئت کے، یہ لکھتا ہے۔ یعنے بذریعہ فرشتوں کے امداد کرنے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ یہ وعدہ صرف تمہاری تسلی واطمینان کے لیئے دیا گیا ہے۔ ورنہ مدد ویاری خاص اللہ کے ارادہ سے ہوا کرتی ہے۔ اس جگہ کونسا لفظ ہے جس سے فرشتوں کا زمین پر آنا اور اہل اسلام کی طرف سے کفار کے ساتھ لڑنا پایا جاتا ہے"۔ انتہی کلامہ

اقول۔ ناظرین اس موقعہ پر اس کے ایمان اور دینداری کا خوب موازنہ کر سکتے ہیں۔ ہم پیشتر تو سمجھتے تھے۔ کہ یہ بیچارہ معذور ہے۔ جہالت کے سبب جائے بجائے مغالطے کھاتا ہے۔ مگر اب تحقیق سے معلوم ہوا۔ کہ یہ دیدہ ودانستہ تحریف قرآن پر کمر بستہ ہے۔ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا۔ اس بیچارے کو کونسی مصیبت پڑی تھی۔ کہ بغیر ہتھیار (علم) کے ملحدین کے معارضہ میں اپنے آپ کو پیش کیا۔ اور خلاف واقع تاویلوں سے اسلام وقرآن کو مضحکہ عوام کفار گردانا۔ اور یوں ہی اہل اسلام کو بدنام کر دیا۔ اتنا بھی نہ سوچا۔ کہ اگر وہ جولاہ آریہ۔ آئت تالی (اگلی) پڑھے گا۔ تو میری روسیاہی ظاہر ہو جائے گی۔ اسمیں تو صراحتاً فرشتوں کو حکم ہوئے ہیں۔ آئت۔ اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَی الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ

ترجمہ۔ جسوقت وحی بھیجتا تھا رب تیرا۔ طرف فرشتوں کے۔ یہ کہ میں ساتھ تمہارے ہوں۔ پس ثابت رکھو ان لوگوں کو کہ ایمان لائے۔ البتہ ڈالونگا میں بیچ دلوں ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے ہیں رعب کو۔ پس مارو اوپر گردنوں کے۔ اور مارو ان میں ہر پور سے پر۔ معاذ اللہ قرآن مجید کو تو اس نے ایک شتر سمجھ رکھا ہے۔ جسکی مہار اس کے ہاتھ میں ہے جسطرف چاہے کھینچ لے جائے۔ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ **شعر**

جو اک جولاہ سے دب کر کرے تحریف قرآنی ۔۔۔ بہادر ہوں تو ایسے ہوں محقق ہوں تو ایسے ہوں

گذشتہ میں کوئی بادشاہ اپنے دور حکومت میں نمازیوں کی کثرت دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ میری سلطنت میں دین کی خاصی رونق ہے۔ وزیر نے عرض کی۔ حضور! یہ اکثر دیکھا دیکھی کی نمازیں ہیں۔ ورنہ ویسے لوگ دین سے بیخبر ہیں۔

Marfat.com

بادشاہ امتحان کی غرض سے ایک نمازی کو طلب کیا۔ وزیر نے ایک رعب ناک ہیئت سے پوچھا۔ اُرے! تو خدا کو ایک کہہ رہا تھا؟ وہ بیچارا اتنے ہی میں تھر تھرانے لگ گیا اور ہاتھ باندھ کر بولا حضور میری کیا مجال ہے کہ خدا کو ایک کہوں۔ میں نے تو کبھی نہیں کہا کسی دشمن نے مجھ پر چغلی ہی کھائی۔ وزیر نے ہنس کر عرض کی۔ حضور! دیکھئے آپ کے نمازی۔ پہلے تو لوگ ایسی باتوں پر اگر کبھی ایسے مسلمان بھی ہوں گے۔ جنکو خدا وحدہ لاشریک کا ہی پتہ نہ ہو تعجب ہی کیا کرتے تھے۔ مگر اب چکڑالوی صاحب نے تو لوگوں کو مشاہدہ ہی کرا دیا۔ کہ آنجناب جو اُس نمازی مذکور سے بھی گئے گذرے ہیں۔ وہ تو وزیر اور بادشاہ کے رعب سے دب گئے تھے۔ اور یہ صاحب ایک کافر جولاہ سے دب کر تمام انبیاء کے معجزات کا ہی انکار کیئے جاتے ہیں۔ صریح آیات قرآنی کے انکار پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ بلکہ جولاہے کے رعب سے تو ایسے مبہوت العقل ہو گئے ہیں کہ اپنے مسلمہ مسائل بھی بھول گئے۔ کفار منہہ کھول کر خوب قہقہہ کرنے لگے۔ کہ مسلمانوں نے ہمارے رعب سے اپنے تیراں سو ۱۳۰۰ برس کے مسلمہ عقائد ملیامیٹ و نسیا منسیا کر دیئے۔ اور قرآن شریف پر نئی قلعی چڑھائی۔ مگر ایسی ملمع سازی سے کیا ہو سکتا ہے۔

اقول۔ اس پاک اسلام میں کسی ہی طرح کی کدورت یا شائبہ نقص کا وہم و خیال تک بھی نہیں۔ جسپر ہمیں کچھ ملمع کرنے کی ضرورت پڑے۔ مگر یہ جہال مولوی ظاہر میں خیر خواہ اسلام۔ باطن میں بیخ کن دین ہے۔ خواہ مخواہ ناحق اسلام کو بدنام کر رہے ہیں بھلا بتائیے اس سے قرآن یا اسلام پر کونسا نقص عائد ہو سکتا ہے کہ حق تعالے اپنے برگزیدہ رسول کی فرشتے بھیج کر امداد فرمائے۔ یا اپنے رسولوں کی سچائی ظاہر کرنے کے لیئے ان کے ہاتھوں پر کچھ معجزے ظاہر کر دے۔ وہ قادر ہے۔ یہی قانون قدرت ہے۔ اور اسی ہی طرح ہمیشہ عادت اللہ جاری ہے۔ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلُ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا۔ نادان یہ نہیں سمجھتے کہ اگر حق تعالے اہل اسلام کو فرشتوں سے امداد نہ کرتا۔ تو وہ نہائت ہی درجے کے ایک بالکل معمولی ساز و سامان (بغیر کسے نقدی خزینہ اور بغیر کسے توپ و بندوق و دیگر اسلحہ حرب کے) سے بڑی بڑی طاقتوں اور سلطنتوں (قیصر روم و کسرے فارس وغیرہ وغیرہ) کو ایک بالکل معمولی عرصے میں کس طرح مغلوب و مقہور کر سکتے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ چند ایک تھی اتنی بڑی بڑی طاقتوں کو بغیر کسے غیبی امداد کے تہ و بالا کر دیں

حالانکہ وہ ایک خشک ملک کے باشندے - جہاں انہیں نہ پینے کو پانی ملا - نہ کھانے کو غلہ عام - زبردست سلطنتوں کے مقابلے کے لیئے تو بڑے بڑے خزائن اور سامان جنگ تیار ہونے چاہیئے -

وہ ممالک مفتوحہ اب تک بھی خدا کے فضل و کرم سے مسلمانوں ہی کے تصرف میں چلے آتے ہیں - ہاں جن ملکوں میں لوگ سب کے سب مسلمان نہ ہوئے - کچھ لوگ پہلے قدیم کفر پر جمے رہے - کچھ آہستہ آہستہ کفار کے اثر پڑنے اور باہم خلط ملط ہو جانے سے سُست پڑ گئے - اور اس جہت سے کفار کی رسوم کے پابند ہو گئے - تو وہ ملک اور حکومت ان کے ہاتھ سے چلی گئی -

جیساکہ ہمارے ہندوستان کا حال ہے - مگر پھر بھی اللہ کا فضل ہے - کہ بطفیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسلمانوں کی مذہبی طاقت سے کسی نے تعارض نہیں کیا - ہماری گورنمنٹ انگلشیہ جو آج کل حاکم ہے - ہر طرح سے اسلام کی معاون ہے - ہم اپنے مذہبی فرائض کو بخوبی ادا کر سکتے ہیں - کوئی روک ٹوک نہیں ہے - ہاں اگر مسلمان پابند شریعت ہوں پھر کوئی ظالم حاکم ان کو مذہبی فرائض ادا کرنے سے روکے پھر اُن کو اس ظالم کے مقابلہ کرنے میں اگر امداد خدا نہ پہنچے تو معترض کہہ سکتا ہے کہ اب تمہارے خدا کی امداد کہاں ہے بیچارہ جولاہ کھڈی کے سوا اور کیا جانے - اس کو اسلامی شان و شوکت سے کیا پتہ - ملحدوں کا بڑے سے بڑا شبہ یہی ہے کہ اب خدا کیوں معجزے نہیں دکھاتا - چکڑالوی جیسے صاف جواب سے عاجز تو صاف صاف انکار ہی کر بیٹھے ہیں - کہ جیسا اب معجزے کا وقوع نہیں ایسا ہی کبھی گذشتہ زمانہ میں بھی نہیں ہوا تھا - جن آیات میں معجزات انبیاء کا ذکر ہے انکی خام خام تاویلیں کر کے اپنی جان چھوڑاتے ہیں -

جتنے اعتراضات قرآن پر مخالفوں سے کئے جاتے ہیں سب معجزات ہی پر ہوا کرتے ہیں - سب کا جواب باصواب ہر ایک کو اپنی جگہ پہ بتلانے والا ملاحظہ ہو - حق تعالے نے جب رسولوں کو خلق کی ہدائت کے لیئے بھیجا ہے تو جو رسول آئے اس کے واسطے من جانب اللہ ہونے کی تصدیق کرنے والا کوئی سرٹیفکیٹ بھی ضرور ساتھ لانا چاہیئے - ورنہ اس کا من جانب اللہ ہونا کس طرح کوئی تصدیق کر سکے - اور سچ جھوٹ امتیاز ہی کس

طرح ہو۔ اسی سرٹیفکیٹ کا قائم مقام معجزہ ہے۔ ہر ایک رسول کی رسالت کا گواہ ہوتا ہے یہ عام دستور ہے۔ کہ جب ایک دفعہ گواہ اپنی گواہی دے چکتا ہے اور مدعی کے دعوے کا ثبوت بخوبی ظاہر ہو کہ مقدمہ فیصل ہو جاتا ہے۔ تو پھر دوبارہ حکام نہ تو گواہوں کو طلب کرتے ہیں۔ نا ہی اُن کی کوئی ضرورت رہتی ہے۔ اگر بفرض ایسا کوئی کرے بھی تو بھی عبث ہے تو پھر احکم الحاکمین تو ایسے عبث سے بچنے کا زیادہ مستحق ہے۔ جب اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا میں مبعوث کیا۔ تو صدہا معجزے آپ کے ہاتھ سے ظاہر دیکھ کر ایک زمانے نے رسول کی صداقت کو تصدیق کر لیا۔ معاندوں۔ مخالفوں کی بخوبی سرکوبی ہو چکی۔ وہ اپنے جرم تکذیب کی پوری پوری سزا پا چکے۔ صداقت اسلام روز روشن کی طرح جہان میں چاروں طرف منتشر ہو گئی۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات ختم الرسل وآخر انبیاء خدا کی طرف سے متعین ومتیقن ہو چکی۔ تو اب معجزہ دکھانے کی کونسی ضرورت باقی رہ گئی۔ جس کیواسطے یہ ملحد معجزہ دیکھنے کی درخواست کرتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہوا۔ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْكَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ وَمَا یَكْفُرُ بِهَا اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ (یعنے البتہ ہم نے تیری طرف روشن معجزے اُتارے اور فاسقوں کے سوا ان کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اور نیز۔ وَاِذَا رَاَوْا اٰیَةً یَّسْتَسْخِرُوْنَ وَ قَالُوْا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ترجمہ۔ اور جب بھی معجزات کو دیکھتے ہیں مسخری کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو صریح جادو ہے۔ معاندوں نے اپنی آنکھ سے دیکھ دیکھ کر معجزات کا صاف انکار کر دیا۔ اور اس کو سحر تصور کیا۔ تو ایسے ملحدوں کو آج کل بھی معجزہ دکھانے سے کیا فائدہ۔ نادان مولوی تو ملحدوں کے معجزہ کو محال سمجھنے کے باعث سرے سے انکار ہی کر بیٹھتے ہیں۔ مگر یہ اُن کی بڑی ڈبل غلطی ہے۔ مولوی بیچارے بھی مجبور ہیں۔ اُن کو تقلید دہریہ فرنگ مجبور کر رہی ہے۔ ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ جس رنگ کی عینک ہو وہی رنگ مرئیات نظر آئیں گی۔ اور کوئی جسکی تقلید کرتا ہے قرآن سے بھی اُس کے مطابق مطلب نکال لیتا ہے۔

چکڑالوی یہ آیت۔ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ۔ جو بار بار پیش کرتا ہے۔ تو اس سے اُس کی غرض یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اہل کتاب کی تقلید کا حکم تھا۔ کیونکہ انبیاء پیشین تو آپ کے زمانہ میں موجود نہ تھے جن کی آپ اتباع کرتے۔ لامحالہ آپ کو اہل

کتاب ہی کے واسطے سے ان گذشتہ نبیوں کی اتباع متصور ہوسکتی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ بحث رکوع میں اس امر کی تصریح بھی کی ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوا تھا۔ کہ قرآن کے جس مسئلہ میں تجھے شک ہو۔ اہل کتاب سے پوچھ لیا کر۔ تعجب یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت اپنے اماموں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تابع اور آپ کی سنت وحدیث نقل کرنے والے۔ آپ کے قدم بقدم چلنے والے سمجھ کر اتباع کریں۔ اور یہ صاف انہیں مشرک وکافر کہے۔ حالانکہ وہ ایک حدیث مرسل کو بھی اپنے امام کے قول پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور یہ ان کے اس روشن کا تقلید پلید نام رکھے۔ پھر خود بھی تقلید اہل کتاب کفار کی منظور کی۔ اپنے پیغمبر کو ان کا مقلد سمجھے۔ اور پھر بھی یہ پکے موحد اہل قرآن بنا رہے۔ طرفہ یہ کہ قرآن مجید میں کئی جگہ بار بار کفار اہل کتاب کی اطاعت سے منع کیا گیا ہے۔ دیکھو سیپارہ چہارم۔ رکوع اول۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ یَرُدُّوْکُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ کٰفِرِیْنَ۔ یعنے اے اہل ایمان اگر تم کسی فرقے اہل کتاب کی اطاعت کروگے۔ تو وہ تمہیں ایمان کے بعد کافر کرکے پھیر لیں گے۔

غور کریئے۔ قرآن مجید کی یہ پیشین گوئی آج اس زمانے میں چکڑالویوں اور نیچریوں کے ہاتھ سے وقوع میں آئی۔ انہوں نے جب اہل کتاب نصاریٰ کی اطاعت کی تو دین وایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ صریح نصوص قرآنی کا انکار کردیا۔ ضروریات اسلام کی کچھ پرواہ بھی نہیں۔ دنیا کو آخرت سے مقدم سمجھا۔ یہ سب کچھ ان کی اطاعت ہی کا نتیجہ ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ۔

چکڑالوی تو اسقدر کفار اہل کتاب کی تقلید پر اندھا ہو رہا ہے۔ کہ سب کا سب قرآن مجید وفرقان حمید کو محرف کرڈالا۔ کہیں تاویلات باطلہ۔ کہیں الفاظ کے معانی میں تصرف۔ کہیں کچھ بڑھایا۔ کہیں گھٹایا۔ کہیں ان کی رعائت کے واسطے قرآن کی آئت سے الفاظ ہی اڑا دیئے۔ دیکھو صفحہ ۲۰۴ برہان القرآن علے صلوٰۃ القرآن۔ قولہ فَاَمَّا مَنْ طَغٰی فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی ترجمہ۔ ولیکن جو شخص کتاب اللہ سے سرکشی کرے۔ تو ضرور دوزخ ہی اس کی جگہ ہے۔ یہ آئت سیپارہ اخیر کے پہلے پاؤ میں اس طرح ہے فَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی۔ اس موقعہ پر چونکہ اس کے امام یعنے نصاریٰ دنیا پسند بلکہ ان کی تمام جد وجہد ہی تحصیل دنیا پر منحصر ہے۔ اور اس آئت سے انکی مذمت

Marfat.com

اور جہنمی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور تو کوئی تاویل نہ سوجھی۔ ادھر انکا یہ عیب (یعنے دنیا پسندی)
کسے انسان پر مخفی بھی نہیں۔ تو کہ انکار ہی میسر ہو سکے (یعنے ہمارے امام دنیا پسند نہیں ہیں)
اسی اشد ضرورت کے واسطے اُس نے آئت کا درمیانی حصہ یعنے وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا۔ اُڑا
ہی دیا۔

نیز جس جگہ اصحابہ کرام کے متبعین اہل سنت والجماعت کو حق تعالے نے اپنی خوشنودی
کی بشارت دی ہے۔ سو ہاں سے وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ کو آئت کے درمیان سے
اُڑا دیا۔ یہاں پر بیچارے کو مشکل یہ پڑی کہ اس کے ماقبل لفظ مہاجرین والانصار صرحتا مذکور
ہے۔ اگر یہ نہوتا۔ تو وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ سے اپنے امام نصار ہی مراد لیتا۔ اور ان ہی
کو متبع بہم قرار دیکر ان ہی کے لئے یہ خوشنودی خدا ثابت کرتا۔ مگر بہ سبب لفظ مہاجرین و
انصار جو خاص اصحابوں ہی کے لیئے بولا جاتا ہے کے تاویل کی گنجائش نہ رہی۔ اصحابہ
کرام کی متابعت کو تو یہ جائز ہی نہیں سمجھتا۔ کیونکہ جس جگہ اصحابوں کا نام آتا ہے۔ تو تمہارے
ابن عباس کہہ کر لکھتا ہے۔ انہی ضرورتوں کے باعث آئت کے درمیان سے وَالَّذِیْنَ
اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ۔ کو یک لخت ہی اُڑا دیا۔ دیکھو برہان القرآن رسالہ اشاعۃ القرآن مطابق
ماہ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ ہجری کے صفحہ ۳۵ پر قولہ آئت وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ
وَالْاَنْصَارِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ۔ مترجمہ۔ اور سبقت کرنے والے پہل کرنیوالے سے
اللہ کی راہ میں ہجرت کرنیوالے۔ تصرف کرنے والے۔ راضی ہوا اللہ اُن سے اور وہ راضی
ہوئے اُس سے۔ انتہی۔

اقول۔ اصل میں یہ آئت سیپارہ گیارھواں کے رکوع اول میں اس طرح پر ہے
وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ
وَرَضُوْا عَنْہُ۔ واقع ہے اب اس جگہ اہل سنت والجماعت کے لیئے بڑی بھاری بشارت
(رضوان مولی) ہے جس کے حق میں رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ وارد ہوا ہے اور کونسی
نعمت اس سے بڑھ کر ہے کہ مولی اپنے بندے پر خوشنود ہوا۔ اسی لئے چکڑالوی کا سینہ
بھی جل بل کر کوئلہ ہو گیا۔ اُس نے سمجھا کہ اگر یہ آئت صحیح کی صحیح لکھی جائے تو میرے متبعین
سب کے سب مجھ سے منحرف ہو جائیں گے۔ اور مذہب اہل سنت والجماعت کو اختیار کرلینگے
کیونکہ خوشنودی خدا کا ہر ایک بشر خواہاں ہوتا ہے۔ ایسا ہو کہ میں ہاتھ ہی ملتا رہوں۔ اسی لیئے

Marfat.com

سرے سے آئت کا یہ ٹکڑا ہی اڑا دیا اور سمجھا کہ میرے متعلقین قرآن کے حافظ تھوڑے ہی ہیں۔ تو کہ میری غلطی کی فہرست مرتب کر سکیں۔ مگر قرآن جسکا خدا خود حافظ ہے اُسکو کون کم و پیش کر سکے۔ اب تو چکڑالوی کی دھوکہ بازی کھل گئی۔ اگر اب بھی چکڑالوی کے مرید آنکھ بند کر کے برابر اسپر عمل درآمد کرتے جائیں۔ تو انکا اختیار۔ ورنہ اس کی بددیانتی تو اظہر من الشمس ہو چکی ہے۔ یہ کام بھی چکڑالوی نے اہل کتاب کی تقلید ہی سے کیا ہے وہ بھی نعت پیغمبر آخر الزمان اپنی کتاب توریت اور انجیل میں جہاں کہیں پاتے حتی المقدور ظاہر نہ کرتے۔

جہاں کہیں آپ کی ذکر کی ذرا سی صراحت پائی۔ بیچ سے اُڑائی۔ اور جہاں کچھ تاویل ہو سکتی تھی وہاں تاویل سے کام لیا۔ چنانچہ آج تک بھی کچھ رہی سہی آپکی نعت ان کی کتابوں میں پائی جاتی ہے۔ مگر یہ اپنے حسب منشاء تاویلیں کر لیا کرتے ہیں۔ دوسری طرف جانے ہی نہیں دیتے۔ اگر چکڑالوی کہے۔ کہ میں نے عمداً آئت کا کوئی حصہ نہیں چھوڑا۔ شاید کاتب سے سہو ہو گیا ہو۔ تو یہ عذر قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ سہو کاتب تو اس رسالہ میں بہت موجود ہے۔ اس کا کچھ اور ہی ڈھنگ ہے۔ وہ تو کسے ایک لفظ یا ایک حرف میں ہو تو ہو۔ پھر اگر کاتب کا ہوتا تو اُس کے معانی تو درست لکھے ہوتے بلکہ ان دونوں موقع پر وہ آئت کا درمیانی حصہ عمداً چٹ گیا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے معانی بھی چھوڑ دیئے ہیں۔ بھلا جس کا ہر ایک رگ و ریشہ قرآن سے پُر ہو۔ اُس سے بھی ایسے سہو ہو سکتے ہیں۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ یہ صرف اس کی بددیانتی اور خبث باطن ہی کا نتیجہ ہے۔ قرآن سے مقصود بالذات معانی ہی ہیں۔ نہ الفاظ۔ پھر جو شخص معانی میں اپنی رائے فاسد سے تصرف کر لیا کرے۔ کہیں خام تاویل سے اپنا مطلب نکالے۔ اگر کہیں اسکی رائے فاسد کے مخالف مطلب آ جائے۔ تو اس کی حقیقی معنوں کو چھوڑ کر مجازی کی طرف دوڑ جائے۔ اور اس قہار ذوالانتقام کے اخذ و عذاب سے کچھ خوف نہ کھائے تو ایسا شخص الفاظ قرآنی میں دست اندازی کرنے سے کب ٹلے گا۔

اب سنئے ایسے قرآنی احکام اور آیات کو چھپانے والے لوگوں پر قرآن مجید کیا حکم لگاتا ہے۔ قولہ تعالے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ترجمہ جو لوگ

Marfat.com

ان کھلی نشانیوں اور ہدائت کی باتوں کو جنہیں ہم نے کتاب میں نازل کیا ہے چھپاتے ہیں بعد اس کے کہ ہم اس کو لوگوں کے آگے صاف صاف بیان کر چکے۔ انہیں پر خدا لعنت بھیجتا ہے اور دنیا کے لعنت کنندہ لوگ بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اسی مضمون کی ایک اور آئت سیپارہ دوم کے اول پاؤ میں وارد ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ سے فِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ تک۔ ملاحظہ ہو۔ ان دو مقاموں میں تو قرآن مجید سے چکڑالوی نے دیدہ و دانستہ گم کیا اور چھپایا۔ آئت کا کچھ حصہ اڑایا۔ از روئے عدالت احکم الحاکمین سخت مجرم ٹھہرا۔ اب جہاں جہاں اس نے بڑھایا ہے وہ مقام ملاحظہ ہوں۔

جتنے مسائل اس نے خلاف جمہور اہل اسلام کے ایجاد کئے ہیں۔ وہاں ہر موقعہ پر قرآن میں کوئی نہ کوئی لفظ ضرور بڑھایا ہے۔ اور جہال کے سامنے یوں لکھ دیا۔ کہ یہاں مفعول مقدر ہے۔ یا واؤ تقویری ہے یا الف لام عوض مضاف الیہ ہے اپنے حسب منشاء مضاف الیہ (رجوعی میں آیا)، بڑھا دیا۔ کہیں الف لام تعریفی جنسی ایجاد کیا۔ اگر ہم وہ مقام جہال کو دکھائیں تو چونکہ وہ اُسے اعلم القرآن جان چکے ہیں۔ اس لیئے اعتبار نہ کریں گے۔ ہاں اگر کوئی عالم فاضل ما بین فریقین منصف قرار دیا جائے۔ تو ہم دکھا سکتے ہیں۔ لیکن پھر بھی کچھ تو بطور نمونہ اور جہال کی تسکین خاطر کے لیئے ضرور پیش کر دیتے ہیں۔ دو مقام ایسے ہیں جہاں اُس نے بے بہانہ قرآن میں بڑھایا ہے۔ وہاں کوئی لفظ بھی ایسا نہیں۔ جس کے معنوں کی تاویل سے مغالطہ دے سکے۔ دیکھو اشاعۃ القرآن مطابق ماہ شوال ۱۳۲۲ھ کے صفحہ ۱۲۶ میں۔ قولہ پھر جب دونوں نے حکم مانا۔ اور لٹایا اس کو ماتھے کے بل۔ رد کر دیا ہم نے اس کے باطل خوابوں اور آگاہ کیا ہم نے اس کو کہ اے ابراہیم کیا تحقیق سچ کر دکھایا تو نے اپنا باطل خواب (ایسا مت کر) تحقیق ہمارا یہی شان ہے۔ کہ اسی طرح ہم جزا دیویں نیکوں کو۔ یہ عبارت ترجمہ ہے سورہ والصفات کی ان آئتوں کا۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کی قربانی کرنے کا مذکور ہے۔ آیات۔ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰٓاِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ۔ اب ہم لفظ بلفظ اس کے ترجمے کو آیات کے ساتھ تطبیق دیتے ہیں۔ فَلَمَّا کے معنے پھر جب۔ اَسْلَمَا حکم مانا ان دونوں نے۔ وَتَلَّهٗ اور لٹایا اُس کو لِلْجَبِیْنِ ماتھے کے بل۔ یہاں تک تو آئت کا ترجمہ ٹھیک ہے۔ آگے رد کر دیا ہم نے اس کی باطل

خواب کو۔ یہ فقرہ کونسے لفظ کا ترجمہ ہے۔ یہاں آیت میں کوئی لفظ نہیں جسکا یہ ترجمہ بن سکے محض اس کی افترا بازی ہی ہے۔ وَنَادَیْنَاهُ اور آگاہ کر دیا ہم نے اسکو اَنْ یَّا اِبْرَاھِیْمُ اے براہیم قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا۔ قَدْ۔ تحقیق۔ صَدَّقْتَ۔ سچ کر دکھایا۔ اَلرُّؤْیَا خواب اس جگہ کیا۔ اور باطل خواب اپنی طرف سے بڑھایا ہے اِنَّا تحقیق ہمارا یہی شان ہے۔ کَذٰلِکَ اسی طرح نَجْزِی جزا دیویں اَلْمُحْسِنِیْنَ نیکو کاروں کو۔ ان آیات کے شروع میں لفظ اسلما صیغہ تثنیہ مذکر۔ ماضی رجس کے معنے حکم الٰہی پر گردن جھکائی ان دونوں نے ہیں) صاف ثابت کر رہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو اپنے فرزند ارجمند کے ذبح کرنے پر مستعد ہو گئے تھے تو یہ عمل آپ کا عین حق کی رضامندی کے مطابق تھا۔ جب ہی تو ان دونوں (حضرت ابراہیم اور اسمعیل) پر اَسْلَمَا (یعنے ان دونوں نے حق تعالے کی فرمانبرداری کی) بولا گیا چکڑالوی کے زعم کے مطابق اگر شیطانی ہی خواب کے پیرو ہو کر اس کام کے مباشر ہوئے تھے۔ تو ان پر بجائے اسلما کے غَوَیَا۔ بولنا چاہیے تھا۔ اور انہی آیات کے اخیر میں لفظ محسنین یعنے نیکوکار ہا ہے بھلا شیطان کے متبع بھی کبھی نیکوکار ہوتے ہیں۔ ؟

یہ کم بخت تو قرآن کے ساتھ معارضہ کر رہا ہے قرآن جس کی مدح کرے۔ یہ اُس کی مذمت کرکے قرآن کا مقابلہ کرے۔ باوجود ایں ہمہ پھر اہل قرآن کہلائے۔ جاہل مرید بھی عجب ڈھنگ کے بیوقوف ہیں۔ عدو قرآن کو اہل قرآن کہیں۔ برعکس نہند نام زنگی کافور۔ اسی ہی جگہ صادق آیا۔ چکڑالوی کی افترائی زیادتیوں کا دوسرا مقام۔ برہان الفرقان علی صلوٰۃ القرآن کا صفحہ ۲۶ پر سورہ بقرہ کی اخیری آیات ہیں۔

اوّل تو اٰمَنَ الرَّسُوْلُ۔ ایمان لایا ہر ایک رسول۔ لفظ ہر ایک اپنے گھر سے ملایا۔ اور دوسرا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ (تیری ہی طرف ہے ہمارا رجوع) کا ترجمہ کرکے آگے لکھتا ہے "کہ تو بھی ان رسولوں کی پیروی کر موافق اپنی طاقت کے"۔ اس جگہ لفظ یا حرف موجود نہیں جسکا یہ فقرہ ترجمہ ہو سکے۔ ناظرین۔ قرآن مجید کھولکر خود ملاحظہ کرلیں یہ سورہ بقرہ کے اخیر میں ہے۔

اب سنئے قرآن شریف میں اپنی طرف سے زائد کرنیوالے لوگوں پر قرآن مجید کیا فتویٰ دیتا ہے۔ دیکھو پارہ تیسرا۔ اخیری رکوع کے ماقبل۔ وَاِنَّ مِنْھُمْ لَفَرِیْقًا یَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَھُمْ بِالْکِتٰبِ لِتَحْسَبُوْہُ مِنَ الْکِتٰبِ وَمَا ھُوَ مِنَ الْکِتٰبِ وَیَقُوْلُوْنَ ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَمَا ھُوَ مِنْ

Marfat.com

عِنْدِ اللّٰهِ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ترجمہ - بیشک ان میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں کہ کتاب کو زبان مروڑ مروڑ کر کچھ کا کچھ پڑھ جاتے ہیں - تاکہ تم یہ جانو کہ جو پڑھا ہے وہ کتاب میں لکھا ہے - حالانکہ وہ کتاب میں نہیں ہے - اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں سے نازل ہوا ہے - حالانکہ وہ اللہ کے ہاں سے نازل نہیں ہوا اور وہ دانستہ خدا پر جھوٹ بولتے ہیں دوسری آئت سیپارہ اول کے نصف میں - قولہ تعالےٰ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ترجمہ - تو افسوس ہے ان لوگوں پر جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھیں اور پھر لوگوں سے یوں کہیں کہ یہ خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے - تاکہ اس حیلہ سے کچھ دام مل جائیں - اب تف ہے اُن پر جو کہ رسول کریم کی تعریف کو اپنے ہاتھوں سے بدل کر لکھیں - اور پھٹ ہے اُن کی اس رسوت کی کمائی پر - تبیں یہ بھی اپنے ہاتھوں سے باطل خیال لکھ کر قرآن شریف میں ملا دیتا ہے - جو آیات رسول کریم کی نعت میں وارد ہیں اُن کو اور مواضع پر محمول کر کے - یعنے لفظ رسول سے قرآن مراد رکھ کر پیغمبر علیہ السلام کی نعت چھپاتا ہے اور دیدہ ودانستہ کلام اللہ کی تحریف کرتا ہے - ایسے لوگوں کے ایمان سے ہمیں حق تعالےٰ نے مایوس فرمایا - دیکھو سیپارہ اول کہ نصف اول کے اخیر میں اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ترجمہ - کیا تم مسلمانوں کو امید ہے کہ تمہارے کہنے سننے سے یہ ایمان لے آئیں گے - حالانکہ ان میں سے ایک گروہ کلام اللہ کو سنتا تھا - پھر سمجھ سوچ کر کے پیچھے کلام اللہ کو بدل ڈالتے ہیں - حالانکہ وہ اُس کو جانتے ہیں -

چکڑالوی بھی چونکہ اہل کتاب نصاریٰ کی اطاعت فرض جانتا ہے - اسی رعائت کیلئے صدہا آیات کو دیدہ ودانستہ بدل ڈالا - اور نبی کی اطاعت کی انکار کر کے اپنے پہلے قدیمی آئمہ کی اطاعت سر پر چائی - اور اسی ذمہ کو پورا کرنے کی غرض سے لوگوں کو نصاریٰ کے دین کی طرف کھینچتا ہے - اس کے بعد مخفی نہ رہے کہ تمام انبیاء و رسولوں کا دین و اصل اصول ایک ہی ہے - مگر دین کی فروعات علیحدہ علیحدہ ہیں بموجب ارشاد خداوندی - لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ط

Marfat.com

تم میں سے ہر ایک امت کے لیئے ایک شریعت اور ایک طریقہ مقرر کر دیا ہے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک (امت) اور شریعت پر کر دیتا۔ لیکن جداگانہ شریعت اس لیئے دی۔ کہ جو کچھ تمہیں دیا ہے اُس میں تمہاری آزمائش کرے۔ پس تم نیکیوں کے حاصل کرنے میں جلدی کرو۔ اور یقین کر لو کہ تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ پس وہ تمہیں اس امر کی واقفیت سے خبردار کر دے گا۔ جسمیں تم اختلاف کرتے تھے۔ سورہ مائدہ۔ رکوع ۸۔

اور نیز سیپارہ دوم کے دوم رکوع میں ہے وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ۔ ہم پر انبیاء پیشین کی ہر ایک امر میں متابعت فرض نہیں کی گئی۔ کہ ہم کو ہر ایک کام میں اُن کی متابعت ضروری ہوتی۔ تو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا اور سبت (سنیچر) کی تعظیم کرنا۔ اور اُس دن تمام کاروبار دنیا کے حرام سمجھنا اور شہر کے دروازے سے داخل ہوتے وقت سجدہ کرنا اور حِطَّةٌ پڑھنا۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کو حکم ہوا تھا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُولُوا حِطَّةٌ یہ سب کام ہم پر فرض ہوتے۔

نیز جب کوئی مقدمہ علماء اور حکام کے پیش ہوتا تو وہ گائے ذبح کرنے کا حکم کرتے جیسا کہ موسےٰ علیہ السلام نے اَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً کہا تھا اور رسولوں کو خدا تعالےٰ نے اچھے اچھے حسن طریق عنایت فرمائے۔ ہمارے پیغمبر چونکہ خاتم الرسل و سید الانبیاء ہیں۔ اس لیئے ان کی کتاب بھی کتب پیشین کے کمالات کی جامع اور ان سب پر حاوی ہے۔ بنا برین آپ کو حق تعالےٰ سے سب سے عمدہ و اَحْسَنْ طریق مرحمت ہوا۔ اسی احسن طریق کا نام حق تعالےٰ نے اسلام رکھا ہے۔ اور اسی امت مرحومہ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رکھا ہوا نام مسلمین ہے۔ جیسا کہ حق تعالےٰ نے سورہ حج کے اخیر میں فرمایا ہے مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ یعنے یہ تمہارا دین تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کا پسندیدہ ہے اور اُسی نے اول ہی سے تمہارا نام مسلمان رکھدیا۔ اور سیپارہ اول کے اخیر میں ہے حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام جب خانہ کعبہ کی تعمیر کر چکے تو یہ دعا مانگی۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ۔ یعنے اے رب ہمارے ہم دونوں کو اپنے لئے مسلمان کر دے۔ اور ہماری اولاد میں سے ایک امت کو خاص اپنے ہی لئے مسلمان کر۔

اس آیت مذکورہ سے معلوم ہوا۔ کہ مسلمان خاص اسی امت کا نام ہے۔ اگر دوسری

Marfat.com

امتوں کا نام بھی مسلمان ہوتے۔ تو ابراہیم علیہ السلام بجائے امت کے امم کہتے۔ کیونکہ آپ کی اولاد سے تو بنی اسرائیل بھی ہیں۔ ثابت ہوا کہ اسلام اسی امت محمدیہ ہی کے لئے خاص ہے۔ موسےٰ علیہ السلام کی امت یہود اور عیسےٰ علیہ السلام کی نصاریٰ کہلاتی ہے۔

مگر بعض انبیاء خاص اپنے نفس نفیس کے لئے اس احسن طریق (متابعت سید الانام) کی درخواست فرمائی۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے باوجود اولوالعزم ہونے کے رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ سے اپنی درخواست اس احسن طریق (متابعت سید الانام) کے حاصل کرنے کے واسطے ظاہر فرمائی۔ بلکہ تمام رسولوں سے حق تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت اور ان پر ایمان لانے اور نصرت کرنے کا عہد لیا ہوا ہے۔ دیکھو سیپارہ تیسرے کے اخیر رکوع میں کیا دُر پروئے ہوئے ہیں۔ قولہ تعالےٰ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ترجمہ اور یاد کر جب عہد لیا اللہ نے نبیوں سے کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں۔ اور پھر تمہارے پاس رسول آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرنے والا ہو۔ تو اسپر ضرور ایمان لانا۔ اور ضرور اسکی مدد کرنا۔

دیکھو حق تعالےٰ نے تو تمام انبیاء سے خاتم الرسل کی متابعت کا عہد لے۔ اور چکڑالوی آپ کو تمام پیغمبروں کا تابعدار و مقلد و مقتدی جانے۔ اور آپ کو اصحابوں کا متبوع ہی نہیں جانتا۔ بلکہ جہاں کہیں متابعت کا ذکر آیا ہے وہاں متابعت کے معنے ہم خیال کرتا ہے۔ جیسا کہ اس نے وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ میں کیا ہے۔ یہ سب اسی عداوت (جو اس کم بخت کو آپ سے ہے) کا نتیجہ ہے فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ کے اول آخر کفار کے ساتھ مناظرہ کا ذکر ہے۔ جیسا کہ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً سے ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم سے مناظرہ شروع ہوا ہے۔ ان کے جھوٹے خداؤں کے بطلان اور سچے خدا کی توحید پر چند دلائل پیش کیے۔ اس مذکور کے بعد حق تعالےٰ نے فرمایا۔ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ یعنے یہ دلائل توحید کے ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو عطا فرمائے۔

اس کے بعد فرمایا یہی ہدایت ہم نے نوح علیہ السلام اور اس کی اولاد میں سے کئی چند رسولوں کا ذکر فرما کر کہا ان کو بھی یہی ہدایت ہوئی۔ پھر سب کو مجملاً ذکر فرما کر فرمایا۔ اُولٰٓئِكَ

Marfat.com

اَلَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ ۔ ترجمہ یہی لوگ ہیں جن کو دلائل توحید پر حق تعالےٰ سے ہدائت کی۔ تو بھی انہیں کی ہدائت کی اقتداء کر۔ یعنے جس طرح انہوں نے بے دھڑک توحید کے دلائل اور بتوں کی مذمت کفار کے روبرو برسر اجلاس صاف صاف بیان کی۔ اور کسی کی مدارات یا خوف سے کچھ اخفاء نہ رکھا۔ تو بھی ایسا ہی کر۔ اس آئت سے ماقبل و مابعد کی کسی آئت میں نماز کا ذکر اذکار تک نہیں۔ چکڑالوی کا اس سے نماز میں اقتداء سمجھنا بالکل کجروی و مغالطہ دہی ہے۔ اور وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ میں مطلق انسان مامور ہے۔ نہ کہ آنحضرت۔ بدلیل ماقبل شروع آئت وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا یعنے ہم نے وصیت کی انسان کو والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی۔ اگر تجھے شرک کا حکم کریں تو اُن کا کہنا مت مان۔ اور اُن کی خدمت کیئے جا۔ اور جو ہماری طرف رجوع کیئے ہوئے ہے۔ اُس کے طریق کی تابعداری کر۔ سورہ لقمان۔ ظاہر ہے کہ آپ کے والدین زندہ نہ تھے جن کی خدمت کیلئے آپ مامور ہوئے ہوں۔

یہ بھی چکڑالوی کا دھوکہ ہے کہ اس آئت کا مامور آپ کی ذات بابرکات کو سمجھتا ہے۔ اس سے نتیجہ یہ نکالتا ہے کہ آپ کو انبیاء پیشین کی اتباع کا حکم ہؤا ہے۔ مطلب یہ کہ آپ کو اہل کتاب کی تقلید کرنے کا حکم ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام تو اس وقت موجود نہ تھے۔ ضرور اہل کتاب ہی کی تقلید متصور ہو سکتی ہے۔ مگر قرآن کامل الصفات کے ہوتے ہوئے آپ کو کسی کی تقلید کی ضرورت نہیں۔ اگر ہے تو پھر قرآن مجید ہی ناقص ہے۔ جس سے سب ضروریات پوری نہ ہوئیں۔ ایک غیر کی ضرورت رہی۔ حاشا و کلّا۔

چکڑالوی نے جتنی دعائیں نماز میں مقرر کیں ہیں۔ وہ سب کی سب حدیث ہی کی دعائیں ہیں۔ جن کو خاص خاص عباد اللہ نے حسب تقضائے وقت پڑھا۔ اور شرف اجابت سے مقرون ہوئیں۔ حق تعالیٰ قرآن میں تو ان کی نقل فرمائی ہے۔ چونکہ ان سب دعاؤں کے ماقبل یا تو قالوا ہے یا یقولون ہے (یعنے کہا انہوں نے۔ یا کہتے ہیں وہ) تو یہ قرآنی دعائیں نہ ہوئیں۔ بلکہ گذشتہ پیغمبروں کے مقولے ہوئے۔ قرآنی دعائیں تو جب ہوتیں جب ان کے ماقبل قُوْلُوْا صیغہ امر ہوتا۔ یا ہمیں انہیں کی متابعت کا حکم دیا جاتا۔ یعنے ان دعاؤں کی نقل کے بعد قُوْلُوْا كَذٰلِكَ یا اُدْعُوْا كَذٰلِكَ (یعنے تم بھی ایسا ہی کہو۔ یا یہی دعائیں مانگو) ہوتا۔

اگر کوئی کہے کہ پھر ان کے نقل کرنے کا کیا فائدہ۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ دعائیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت کی تسلی خاطر کے لئے مذکور ہوئیں کہ انبیاء پیشین کو جب کفار ایذا پہنچاتے تھے تو وہ برگزیدہ خدا صبر سے کام لیتے اور حق تعالےٰ کی طرف رجوع ہو کر مناجات وغیرہ ہی میں مشغول ہو جاتے۔

قرآنی دعاء تو وہ ہی ہے جس کا خدا تعالےٰ نے حکم دیا ہو۔ چکڑالوی کے نزدیک اگر یہ قرآنی ہیں۔ تو اس کو چاہیئے۔ کہ قرآن سے کوئی اور جگہ دکھائے جہاں سے اُنہوں نے سیکھ کر پڑھی ہیں۔ جہاں کہیں کوئی دعاء مذکور ہے نقلاً و اخباراً ہی مذکور ہوئی ہے پس دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ اگر دعائیں قرآنی ہوتیں تو ہر ایک نبی کی دعاء کے الفاظ دوسرے نبی کی دعاء کے الفاظ سے مختلف نہ ہوتے۔ بموجب خیال چکڑالوی کے۔ کہ جس میں اختلاف ہو (گو اختلاف لفظی ہو) وہ قرآن نہیں۔

اب سنئے کہ انبیاء پیشین کی دعائیں جو قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ جن کی نقل کے ساتھ ان کے نام بھی مذکور ہیں۔ سب کی سب علیحدہ علیحدہ ہیں جن کو اُنھوں نے بحسب تقاضاء اوقات اپنی اپنی حاجت برآری کی غرض سے پڑھا۔

اوّل دعاء آدم علیہ السلام۔ دیکھو سیپارہ آٹھواں۔ سورہ اعراف قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا سے خٰسِرِیْنَ تک (۲) دعاء نوح علیہ السلام سورہ قمر میں فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ (۳) دعاء ایوب علیہ السلام۔ وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔ (۴) دعاء یونس علیہ السلام فَنَادٰى فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ سورہ انبیاء (۵) دعاء حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ سورہ ابراہیم میں وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا سے یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ تک (۶) دعاء شعیب علیہ السلام رَبَّنَا افْتَحْ سے فٰتِحِیْنَ تک (۷) دعاء یوسف علیہ السلام۔ سورہ یوسف میں۔ رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ سے صّٰلِحِیْنَ تک (۸) دعاء موسیٰ علیہ السلام۔ سورہ یونس میں۔ قَالَ مُوْسٰى رَبَّنَاۤ اِنَّكَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ سے عَذَابَ الْاَلِیْمَ تک۔ ان کی اور بھی کئی دعائیں مذکور ہیں۔ جیسا کہ۔ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ۔ سورہ طٰہٰ میں (۹) دعاء حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَاۤ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآىِٕدَةً سے رّٰزِقِیْنَ تک سورہ مائدہ (۱۰) دعاء زکریا علیہ السلام قرآن شریف میں تین جگہ مذکور ہے ایک ہی مطلب کے واسطے۔ مگر لفظ ہر ایک کے مختلف ہیں۔

Marfat.com

اول سورہ آل عمران میں۔ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً۔ اور دوسری سورہ مریم میں۔ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا۔ اور تیسری سورہ انبیاء میں۔ زَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ۔ ان دعاؤں کے نقل کرنے کی غرض صرف یہی ہے۔ کہ انبیاء پیشین کو کوئی خاص پابندی نہ تھی۔ کہ وہ منزل من اللہ دعاؤں کے سوا اور کچھ نہ پڑھیں۔ اگر یہ پابندی ہوتی تو ان سب کی دعاء ایک ہی دعا ہوتی۔

حق تعالے نے بھی کہیں ایسے ایک ہی الفاظ کی پابندی کا حکم نہیں کیا۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو حضرت زکریا علیہ السلام کیوں ایک ہی مطلب کی دعائیں کئی رنگ بدلتے اور اس پابندی کو ملحوظ رکھنے کی خاطر سب انبیاء ایک ہی الفاظ کی دعاء مانگتے۔ ایسا ہی اگر حنفیوں اور شافعیوں کے مابین دعاء ماثورہ میں لفظی اختلاف واقع ہوگیا تو کیا حرج۔ یہ سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول شدہ سے منقول ہے۔ آپ نے بھی انبیاء پیشین کی طرح کبھی کوئی دعاء پڑھی کبھی کوئی پڑھی۔ اور ہم اس سے پیشتر بیان کر چکے ہیں۔ کہ ہم کو تمام انبیاء گذشتہ کی فروعات میں پیروی کرنا کوئی ضروری امر نہیں۔ کیونکہ ان سب کو عبادت میں طریق احسن عطا ہوا جیساکہ موسی علیہ السلام نے اپنی مناجات میں فرمایا۔ وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ **ترجمہ** اور ہمارے لیئے اس دنیا میں بھی بھلائی مقدر کردے اور آخرت میں بھی بے شک ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان میں وارد ہوا ہے وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ سورہ نحل کے اخیر میں۔ لیکن جس احسن طریق کا ہم کو حکم ہوا ہے وہ کچھ اور ہی ہے۔ وہ ایک سیدالانبیاء نبی اُمّی کی پیروی ومتابعت ہے ہزاروں جس کی طلب کرتے کرتے تھک گئے۔ لو بڑے بڑے اولوالعزموں نے جسکی آرزوئیں ظاہر کیں۔ جس کا نام حق تعالے نے اسلام واحسن الطرائق رکھا ہے چنانچہ ارشاد ہے وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ سیپارہ ۲۴ کے اخیر میں **ترجمہ**۔ کون احسن قول ہے اس شخص سے جس نے بلایا اللہ کی طرف اور عمل کیئے اچھے اور کہے میں اسلام والوں سے ہوں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ احسن قول سیدالانام ہی ہیں۔ وبس۔

اور احسن قول کی متابعت کرنے والوں کے لیئے قرآن شریف میں بڑی بڑی بشارتیں

Marfat.com

ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ترجمہ۔ پس تو خوشخبری دے ان بندوں کو جو قول سنتے ہیں پھر احسن قول کی متابعت کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدائت کی۔ اور یہی لوگ ہیں عقلمند۔ یعنے قرآن شریف میں جو اقوال انبیاء کے مذکور ہیں وہ سب کے سب حسن ہیں۔ اور پھر ان میں سے احسن قول محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔ اور قرآن شریف کو سمجھ کر فائدہ اُٹھانے والے بھی اولوالالباب ہی ہیں۔ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنے قرآن شریف سے صرف اولوالالباب ہی تذکر ہو سکتے ہیں۔ قرآن میں جا بجا یہ وارد ہے۔

دوسری آئت جس میں احسن قول کی متابعت کی ایک اور شہادت ہے۔ وہ یہ ہے سورہ زمر کے اخیر میں۔ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ یعنے جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب سے اُتارا گیا ہے۔ تم اس سے احسن طریق کی متابعت کرو۔ اور مت متابعت کرو سوا اس کے اولیاؤں کی۔ تھوڑے ہی تم نصیحت پکڑتے ہو۔ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ یعنے جو شخص ڈھونڈے سوا اسلام کے دین۔ ہرگز نہ قبول کیا جائے گا اس سے۔ اور آخرت میں وہ زیان کاروں میں سے ہوگا۔ سیپارہ تیسرے اخیری رکوع میں۔

ہم پیچھے چند آیات سے ثابت کر آئے ہیں کہ اسلام خاص پیغمبر آخرالزمان کے دین اور مومنین ہی کا نام ہے۔ اگلی امتوں میں سے کسی کا نام یہود اور کسی کا نصارے وغیرہ ہوا ہے۔ اور نیز اس امر کی تصریح آئت ذیل میں پوری پوری درج ہے۔ الآیۃ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ترجمہ پس اگر اہل کتاب تجھ سے جھگڑے۔ تو انہیں کہدے۔ کہ میں نے فرمانبردار کیا منہ اپنے کو واسطے اللہ کے اور اس شخص نے جو تیرا تابع ہے یعنے اصحاب۔ اور کہہ دے اہل کتاب اور ان پڑھ لوگوں کو کیا تم بھی اسلام لائے ہو؟ اگر وہ اسلام لائیں پس تحقیق اُنہوں نے ہدائت پائی۔ اگر وہ پھر جائیں پس سوا اس کے نہیں کہ تجھ پر پہنچا دینا ہی ہے۔ اور اللہ ہے دیکھنے والا اپنے بندوں کو۔

Marfat.com

اِن دو آیتوں سے صاف ثابت ہوگیا۔ کہ اہل کتاب جب تک نبی امی کی متابعت نہ کریں۔ تو وہ صرف پیشین انبیاء کی متابعت سے رہیاب نہیں ہو سکتے۔ قرآن شریف میں جابجا نبی اُمی کی متابعت کرنے کا حکم ہے۔ لیکن لوگ برعکس ہیں۔ اس سے انکار۔ اور انبیاء گذشتہ کی متابعت فرض سمجھنے لگے۔ بلکہ سید الانبیاء کو بھی اپنی ہی طرح گذشتہ نبیوں کا متبع ہی سمجھ لیا۔ ایسی سمجھ کے سر پر خاک۔ ضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا خَذَلَہُمُ اللّٰہُ۔ حالانکہ جملہ انبیاء پیشین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع وخادم اور شاگرد ہیں۔ کیونکہ آپ ہی کے قرآن مجید سے انہیں تعلیم ہوئی۔ چکڑالوی خود اس مسئلہ کا قائل ہے۔ لیکن آنخضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت کے سبب پھر آپ کو اُن کا پیشوا نہیں جانتا۔ دیکھو۔ یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنے اے نبی تجھے اللہ کافی اور وہ شخص کہ تیری تابع ہے مومنوں سے۔

چکڑالوی کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں لفظ المؤمنین کا آیا ہے۔ مراد اس سے رسول ہیں۔ مگر معلوم نہیں کہ اس جگہ المومنین سے کیوں رسول مراد نہیں لیتا۔ بیچارہ کرے کیا۔ ادھر عداوت رسولی مثنیٰ جلا رہی ہے۔ اسی واسطے جہاں کہیں آپ کی متابعت کا ذکر آتا ہے تو خام خام تاویلیں ڈھونڈنے لگتا ہے۔ اگر کہیں لفظ رسول آئے تو اس کا جگر پھٹ جاتا ہے۔ اسی عارضہ سے لاچار ہو کر رسول کے معنے قرآن لکھ دیگا۔ تو پھر متابعت کو اپنے محل پر رہنے دیگا۔ اگر رسول کے سوا وہاں نبی یا کاف خطاب ہو۔ تو پھر لفظ متابعت میں تصرف کر کے اس کو اصلی معنوں سے نکال کر اپنے خیال کے مطابق ہم خیال لکھ دیگا۔ دیکھو اسکی اشاعۃ میں جہاں کہیں اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ یا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یا یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ آیا ہے۔ ان سب موقعوں پر اس نے رسول کے معنے قرآن لکھ دیئے۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایمان نہیں رکھتا۔ قرآن مجید کی صدہا آیات کا صاف انکار کیئے جاتا ہے۔ کوئی کیا کرے۔ ہم ایک آیت اس جگہ نقل کرتے ہیں۔ جس سے اظہر من الشمس ہے کہ جس رسول پر ایمان لانے یا اس کی متابعت کرنے کا حکم ہے وہ نبی امی ہی کی ذات بابرکات ہے۔ دیکھو سورہ اعراف سیپارہ نو کے نصف اول کے اخیر میں۔ اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَکَلِمٰتِہٖ وَاتَّبِعُوْہُ لَعَلَّکُمْ تَہْتَدُوْنَ ترجمہ ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور ساتھ رسول اُس کے کے

جو نبی امی ہے۔ ایمان رکھتا ہے ساتھ اللہ اور کلام اس کی کے۔ اور متابعت کرو تم اس نبی اُمی کی تاکہ تم ہدائت پاؤ۔ کیا یہاں بھی نبی اُمی کو قرآن کہہ دیگا۔ اگر ایسا کہے۔ تو قرآن کس کلام کے ساتھ ایمان لایا۔

بڑی تعجب کی بات ہے کہ اہل کتاب نصارے کی اطاعت (جو قرآن شریف میں طاغوت کے لفظ سے مذکور ہوئے ہیں) کو فرض جانے۔ اگر مسلمان اپنے پیغمبر کی اُس کو خلیفہ نائب حق سمجھ کر اطاعت کریں تو۔ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰهِ وَلَا یُشْرِكُ فِیْ حُکْمِهٖ اَحَدًا پڑھ کر پکے دینداروں کو کافر اور مشرک قرار دے۔ پھر یہ بھی زعم کہ ہم قرآن کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید نے ایسے فاسد عقیدے والوں کو منافق کا حکم لگایا ہوا ہے دیکھو سیپارہ پنجم کے دوسرے پاؤ کے شروع میں۔ قولہ تعالے اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّكْفُرُوْا بِهٖ وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِیْدًا ۝ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا **ترجمہ** کیا نہیں دیکھا تو نے ان لوگوں کو کہ دعوے کرتے ہیں۔ یہ کہ وہ ایمان لائے ہیں ساتھ اس چیز کے جو اُتاری گئی ہے تیری طرف۔ اور ساتھ اُس چیز کے جو تجھ سے پہلے نازل ہوئی۔ اور چاہتے ہیں کہ اپنا حاکم بنائے طاغوت (یعنے سرداران اہل کتاب) کو۔ بے شک امر کیئے گئے ہیں کہ نہ معتقد ہوں طاغوت کے۔ اور شیطان چاہتا ہے یہ کہ گمراہ کرے گمراہ کرنا دور۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ طرف اُس چیز کی جو اُتاری اللہ نے۔ یعنے قرآن شریف۔ اور طرف رسول (یعنے اُس کی حدیث) کی تو دیکھتا ہے تو منافقوں کو۔ کہ ہٹ رہتے ہیں تجھ سے یعنے تیری حدیث سے۔ اس آئت میں حق تعالے نے مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ کہہ کر قرآن مجید کی تصریح کر دی ہے۔ اور پھر اُس کے ساتھ رسول کا لفظ لانے سے صاف ظاہر کر دیا کہ قرآن کے ساتھ حدیث بھی ضروری مانو۔

منافق قرآن پر ایمان لانے کا دعوے تو کرتے ہیں۔ مگر طاغوت کو حاکم بناتے اور حدیث رسول سے اعراض کرتے ہیں۔ یہ آئت شریف مذکورہ بالا بڑے زور و شور سے چکڑالوی کا رد کرتی ہے۔ اور اس آئت سے آگے آتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ

بِاِذْنِ اللّٰہِ یعنے ہم نے کوئی بھی رسول نہیں بھیجا۔ مگر اس لئے کہ باذن اللہ اس کی اطاعت کی جائے۔

اور یہ جو کہتے ہیں کہ بشری رسول کی اطاعت کنندے کافر اور مشرک ہیں یہ بالکل کفر ہے۔ دیکھو آئت مذکور نے اس کی کیسی خاک اڑائی۔ ہود علیہ السلام کی قوم کے کفار ایسا ہی کہا کرتے تھے۔ دیکھو سیپارہ (۱۸) کے تیسرے رکوع کے شروع میں۔ ان کفار کا مقولہ منقول ہے۔ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخَاسِرُوْنَ (یعنے وہ کافر کہتے تھے) اگر تم اپنے جیسے بشر کی اطاعت کروگے تو تم اس وقت زیاں کار ہوگے۔

ناظرین ذرا غور سے انصاف فرماویں کہ چکڑالوی کا مقولہ بعینہ ان کفار کا مقولہ ہے یا نہیں۔ سچ پوچھو۔ تو یہ قرآن کی آڑ میں لوگوں کو نصارے بنانا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء پیشین کی اطاعت کو فرض سمجھتا ہے۔ اور سید الانبیاء اور آپ کے اصحاب کی متابعت سے عار رکھتا ہے۔ اور تاویلیں ڈھونڈتا پھرتا ہے۔ اور جو دعائیں اصحاب کرام کی قرآن شریف میں منقول ہیں۔ حق تعالے نے ان دعاؤں پر یقولون (بصیغہ جمع مذکر غائب مضارع ماخوذ از قول) ایراد فرمایا۔ اور یہ اس جگہ معانی تحریف کرنے کے لئے ماضی استمراری کا صیغہ لکھ دیتا ہے۔ حالانکہ ماضی استمراری مضارع پر لفظ کَانَ یا کَانُوا بڑھانے سے بنتی ہے۔ جیسا کہ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ یعنے کہتے تھے۔ اور صرف یقولون۔ اب کہتے ہیں۔ چکڑالوی فعل حال کو بدل کر ماضی استمراری بنا دیتا ہے۔ اور ایسا ہی اِذْ یُتْلٰی عَلَیْهِمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ میں تصرف کرتا ہے۔ فعل حال سے ماضی استمراری بنا دیتا ہے۔ تاکہ خواہ مخواہ یہ دعائیں انبیاء پیشین کی طرف منسوب ہوں۔ اُس کی غرض اس سے یہ ہوتی ہے کہ نماز جو اسلام کا سب سے بھاری رکن ہے۔ اگر لوگ اُس میں انبیاء پیشین کی متابعت کرنے کے خوگیر ہو جائیں گے۔ تو دیگر امور دینی و دنیاوی معاملات میں خود بخود ان کی متابعت اختیار کر جائیں گے۔ تو پھر اہل کتاب نصارے کی تقلید خود بخود ان سے ظہور پائے گی اور یہی مطلوب وغایۃ المأمول اوسکا ہے۔

عقلمند اس نکتہ کو خوب سمجھتے ہیں۔ کہ نصارے اسی وجہ سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ نادانوں کو اول کہتے ہیں کہ تمہارے قرآن میں جا بجائے انجیل پر ایمان لانے کا حکم ہے۔ تو پھر تم اُس کو کیوں نہیں پڑھتے۔ جب وہ نادان اُن کے کہے کہا شم

پر اسے پڑھنے لگتے ہیں۔ تو پھر انہیں یہ دھوکہ دیتے ہیں۔ کہ انسان جس کو پڑھے۔ چاہیئے کہ اُس پڑھے پر عمل بھی کرے۔ وہ بیچارے بھی رفتہ رفتہ انہیں کہ دین سے مانوس ہوجاتے ہیں۔ دوسری طرف کی خبر ہی نہیں رہتی۔

اب ہم اصلی مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں جو دعائیں قرآن شریف میں بطور نقل واخبار کے وارد ہوئی ہیں اگر چکڑالوی ہر دعاء منقولہ فی القرآن کو قرآنی دعاء کہے اور اُس کا پڑھنا فرض سمجھے۔ تو شیطان کی دعاء اور اہل جہنم کی دعائیں کیوں نہیں پڑھتا کیا یہ قرآن شریف سے خارج ہیں؟ جیساکہ شیطان نے کہا۔ رَبِّ فَانظِرْنِیٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ۔ اور اہل جہنم کی دعاء رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ۔ کیا یہ دعائیں قرآنی نہیں۔ اس جگہ مجھے ایک مثل یاد آئی۔

ایک جاہل عورت قرآن سُنا کرتی تھی۔ اُس کے ہاں بیٹا پیدا ہوُا۔ معلم سے کہا کہ اس کا نام ایسا رکھنا چاہیئے جو کہ قرآن شریف میں اکثر جگہ آیا ہو۔ معلم نے یوں ہی مزاح سے کہہ دیا۔ فرعون رکھ دو۔ عورت بہت خوش ہو کر کہلانے لگی بس بس اس سے بہتر اور کونسا نام ہمیں میسر ہوگا۔

الغرض جو مقولات واقوال غیر اللہ قرآن شریف میں بطور نقل واخبار کے مذکور ہوئے ہیں۔ اگر اُنہیں ایسا ہی قَالُوْا یا یَقُوْلُوْنَ کے ساتھ حکایۃً پڑھا جائے۔ تو وہ قرأت قرآن شریف میں محسوب ہوں گی جس قرأت کا محل وموقع صرف قیام ہی ہے قرأت قرآن کا محل صرف قیام ہی ہونے کا چکڑالوی خود معترف ہے۔ اگر انہیں مذکورہ بالا مقولات کو بغیر قَالُوْا۔ یا یَقُوْلُوْنَ کے پڑھا جائے۔ تو یہ مقولات ان کے قائلون کی طرف منسوب ہوں گے۔ پھر اگر ان کا قائل نبی ہے تو حدیث ٹھہریں گی۔ اور اگر کافر یا شیطان ہے۔ تو کلمات کفر سے شمار ہوں گی۔ جیساکہ کوئی کہے۔ وَاَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰی اور حکایۃً عن کلام القرآن نیت ہو۔ تو وہ لاریب کافر ہوگا۔

پس چکڑالوی جو دعائیں نماز میں لایا ہے تو وہ اکثر قَالُوْا یا یَقُوْلُوْنَ کے ساتھ ہی ہیں۔ تو پھر وہ دعائیں کس طرح بنیں۔ وہ تو قرأت میں رہیں۔ اور بے موقع ومحل قرأت پڑھنے سے نماز غلط۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا کا کہنا بعینہٖ ایسا ہوُا کہ استاد شاگرد کو کہے پڑھ۔ اور وہ جواب میں کہے پڑھ۔ اس

Marfat.com

طرح نہ استحباب امر الٰہی ہے۔ اور نہ ہی قرآن کے حکم کی تعمیل۔ اور بجز امر شارع علیہ السلام کے اپنی رائے سے ایک امر خاص ہی دعاؤں کے محل و موقعہ ٹھہرا لینے سراسر حماقت و جہالت ہے۔ یہ بعینہ ایسا امر ہے۔ جب کوئی آج تیراں سو سال کے بعد قرآن مجید کی آیات اور سورتوں کی ترتیب بدل ڈالے۔

چکڑالوی نے جو آیات رکوع و قومہ و جلسہ و سجود میں رکھی ہیں محض اپنی رائے فاسد سے رکھی ہیں قرآن میں کہیں اشارے تک بھی اس امر کا پتہ نہیں چلتا۔ جس وجہ سے قرآن شریف سے مسائل استنباط کرتا ہے۔ اسی وجہ سے تو ہم بھی جونسا مسئلہ کہو۔ تاویلات کرکے قرآن شریف سے نکال سکتے ہیں۔ قرآن میں جتنا ابطال شرک و مذمت اصنام پر زور دیا گیا ہے اور مشتہر کیا گیا ہے۔ اتنا کسے اور مسئلہ پر زور نہیں دیا گیا۔ مگر وہ لوگ بھی تو موجود ہیں جو آیات قرآنی کو تاویلات کرکے اصنام کو بھی عین حق سمجھ رہے ہیں۔ بلکہ اس دعویٰ پر بہت سی آیات قرآن پیش کرتے ہیں۔ جیسا کہ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ۔ اس کا ترجمہ وہ حسب زعم خود یوں کرتے ہیں۔ نہیں ہیں تمہارے الٰہ یعنے اصنام غیر حق کے۔ اور فرقہ باطنیہ نے قرآن ہی سے تاویلات کرکر کچھ کا کچھ بنا دیا۔ یہی طریقہ بعینہ چکڑالوی صاحب نے اختیار کر لیا ہے ہر جگہ تاویلات بعیدہ بعیدہ سے اپنا کام لیئے جاتے ہیں۔ پہلی ہی اشاعت میں جہاں تکبیر تحریمہ کا ذکر کیا ہے۔ لکھا ہے۔ کہ کان پکڑنا قرآن شریف سے ثابت نہیں۔ مگر یہ دستور ہے کہ مجرم عذر اور معافی چاہنے کے وقت اپنے کان پکڑا کرتے ہیں۔ اس لیئے نماز میں بھی یہ عمل درج کیا گیا ہے پھر شائد کسی نے اعتراض کیا ہوگا کہ جب قرآن شریف میں حکم نہیں۔ تو پھر تو یہ حکم اپنے پاس سے دیتا ہے۔ تو پھر یہ نماز قرآنی کیسے ہوئی۔ اسی واسطے پچھلی اشاعۃ میں قریب ساٹھ ستر کے آتیں لکھ دیں۔ کیا یہ اب چکڑالوی پر نازل ہوگئیں پہلے تو اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ کے لفظ وَانْحَرْ سے شتر کے قربان کرنے کے معنے کئے پھر اسی نحر کے معنے لغت سے ذبح کرنا ثابت کیئے۔ پھر کانوں کو اونٹ بنا دیا۔ اس کے ثبوت پر بھی بہت سی آیات قرآن نقل کیں۔ کہ کان بندے کے اونٹ ہیں۔ اور اونٹوں کے ذبح کرنے کا حکم تھا۔ پیچھے یہ خیال گذرا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کوئی بھولا آدمی میرے کان ہی نماز میں کاٹ لے۔ اور کہے۔ کہ آپ نے خود فرمایا تھا کان اونٹ ہیں۔ اور ان اونٹوں کے ذبح کرنے کا حکم تو خدا نے دیا ہی ہوا ہے۔ جس کی میں نے تعمیل کی۔ اب میرے پر کیا افسوس

یا لعن طعن - اگر ہے تو آپ پر - تو پھر میں اس کا کیا جواب دونگا - اس خوفناک مہم سے بچنے کی خاطر قتل کے معنے ذلیل کرنا لکھہ دیئے - قرآن شریف کو تو ان صاحبوں نے موم کا ناک بنا رکھا ہے - جدھر چاہا لگا لیا -

الغرض جس طرح قرآن مجید ہم تک بطور تواتر کے پہنچا ہے - ویسا ہی نماز وغیرہ اذکار بھی شارع علیہ السلام کا ہم تک پہنچ گئے ہیں - اگر کچھہ اختلاف ہے تو استحبابی اموروں میں ہے - نہ کہ فرائض میں - اور جیسا کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احسن طریق عطا فرمایا - ویسا ہی ہم کو اس احسن طریق کی متابعت اور پیروی کرنا ایک ضروری ولابدی امر ہؤا - چنانچہ ہم اس پر برابر آج تک ثابت قدم چلے آتے ہیں - تو اب ہمیں کیا ضرورت کہ انبیاء پیشین کی منقول شدہ دعائیں پڑھیں - بلکہ ہم کو وہ دعائیں پڑھنی چاہیئے کہ جن کے پڑھنے کا ہمارا پیغمبر وسردار قرآن میں مامور ہؤا ہے - پھر آپ نے ان کو بموجب امر الٰہی پڑھا - اور ہمیں بھی پڑھنے کا حکم دیا - تو ہمیں وہی دعائیں پڑھنی چاہئیں -

دیکھو جب آپ کو حکم ہؤا - فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ - تو آپ نے بنابر استحباب امر حق - سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ پڑھا - اسی طرح جب آپ کو تعلیم ہوئی - فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ - اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ - سورہ مومن - رکوع (۷) تو الحمد شریف یعنے سورہ فاتحہ کا نماز میں پڑھنا لازم ہؤا - سو اب اسے سب مسلمان پڑھتے ہیں - اور یہ بھی اس سے ثابت ہوگیا - کہ نماز میں جن دعاؤں کے پڑھنے کا حکم ہے - وہ یہی سورہ فاتحہ ہی ہے - چنانچہ سب مسلمان اس امر پر متفق ہیں - بلکہ چکڑالوی خود اس امر کا قائل ہے - کہ سورہ فاتحہ میں تمام قرآن مجید کا مضمون بطور خلاصہ کے مندرج ہے - سورہ فاتحہ کو ایک اور جگہ بھی خدائے تعالےٰ نے دعاء اخیری کا خطاب عنائت فرمایا ہے - سورہ یونس رکوع (۱) - قولہ تعالےٰ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یعنے صالحین اہل جنت کی دعاء بہشت میں سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ ہوگی - اور تحیت انکی اس میں سلام - اور اخیری دعاء ان کی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہوگی - پس جب کہ نمازی نے نماز میں سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ اور سورہ فاتحہ جو اخیری دعا ہے پڑھ لی - تو سارے قرآن شریف کا خلاصہ اس میں آگیا - اور نیز جتنی دعائیں منقولہ قرآن مجید میں ہیں سب کا خلاصہ اس ام الکتاب میں آگیا - پھر ہمیں کیا ضرورت کہ اپنے نبی کی ایسی عظیم الشان دعا کے بعد اور اور نبیوں کی

Marfat.com

دعائیں پڑھتے پھریں۔ حالانکہ حق تعالے نے ہمیں ان دعاؤں کے پڑھنے کا بھی کوئی حکم نہیں فرمایا۔ صرف نقلاً و اخباراً انکا ذکر فرمایا۔ ہاں اگر کوئی آدمی بجائے قرائت کے بعد الحمد ان کو پڑھ لے تو کوئی مضائقہ کی بات نہیں۔ مگر کلام تو فرضیت یا غیر فرضیت میں ہے یعنے ہم پر کوئی فرض واجب نہیں کہ ضرور ان دعاؤں کو پڑھیں۔

الحمد کا پڑھنا تو فرض و واجب ہے۔ جیسا کہ ہمارے پیشوا کو حکم ہوا۔ اور ایسا ہی ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوا۔ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ یعنے تسبیح پڑھ اپنے رب کی اسم عظیم کے ساتھ۔ سورہ واقعہ اور الحاقہ کے اخیر میں۔ تو آپ نے اپنے اصحابوں کو فرمایا۔ اِجْعَلُوْهَا فِی الرُّكُوْعِ۔ یعنے اس تسبیح (سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کو (جو امر الٰہی استیجاب ہے) تم رکوع میں پڑھا کرو۔ اور آپ کا یہ فرمانا بھی وحی الٰہی سے تھا۔ جیسا کہ آیات کے رکھنے کی بابت (کہ فلاں آئت فلاں سورت کی فلاں آئت کے بعد اور فلاں سے پہلے۔ رکھی جائے۔ و علے ہذا القیاس) بھی آپ کو خدا ہی سے وحی ہوئی تھی۔ اور آپ نے ساری کاروائی اسی وحی کے مطابق کی۔ ویسے ہی آپ کا حکم حکم الٰہی کے موافق ہی ہوا کرتا تھا۔ حالانکہ ترتیب آیات کا حکم قرآن میں کسی آئت سے ثابت نہیں۔ کہ فلاں آئت سورہ بقرہ میں رکھو۔ اور فلاں سورہ نساء میں رکھو۔ کیونکہ نجم بہ نجم اُترا ہے یکبارگی نہیں اُترا۔

چکڑالوی بھی اس قرآن شریف کی ترتیب کو مانتا ہے۔ پھر نماز کی کیوں انکار کرتا ہے جب یہ آئت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی یعنے اے پیغمبر تو تسبیح پڑھ اپنے رب کی اسم اعلے کے ساتھ، اُتری تو آپ نے حسب ارشاد الٰہی فرمایا۔ اِجْعَلُوْهَا فِی السُّجُوْدِ یعنے اس تسبیح (سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی) کو اپنے سجدے میں رکھو۔ چونکہ رکوع و سجدہ تذلل و انکسار کا محل ہے اس لئے اس موقعہ پر حق تعالے کی عظمت و علوئیۃ کا ہی ذکر مناسب ہے۔ اور جو ایسے اذکار پڑھے جن میں اسم اعلے و عظیم نہ پایا جائے تو وہ امر قرآنی کو پورے طور بجا نہ لایا۔ کیونکہ حکم تو یہ تھا کہ اسم اعلے اور اسم عظیم کے ساتھ تسبیح پڑھی جائے۔ اور یہاں سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا پڑھ رہا ہے۔ جو کہ سجدہ تلاوت کے ذکر اذکار سے ہے اس جگہ اس کا موقعہ کوئی نہیں۔ کیونکہ اس جگہ بادشاہ حبش اور اس کے یار بوقت استماع قرآن مجید سجدے میں گرے اور بڑے خشوع و خضوع سے یہ الفاظ

Marfat.com

گے۔ یعنے پاک ہے رب ہمارا بے شک وعدہ ہمارے رب کا ہونے والا تھا سو وہ
ہو کر ہی رہا۔ یعنے انجیل میں حق تعالےٰ نے وعدہ دیا تھا۔ کہ ایک پیغمبر عالی شان مسیح
علیہ السلام کے بعد آئے گا۔ سو وہ حق تعالےٰ کا وعدہ سچا ہوا۔ اس لئے انہوں نے
یہ الفاظ سُبْحَانَ رَبِّنَا آخر تک کہے۔ حق تعالےٰ نے قریش کے سامنے بطور ایک حجت
کے یہ واقع پیش کیا۔ یعنے تم جیسے جاہلوں کے ایمان نہ لانے سے قرآن مجید کا قدر
تو نہیں کم ہونے کا۔ تم مانو یا نہ مانو۔

جن لوگوں کو اس سے پہلے علم عطا ہو چکا ہے۔ جب ان پر قرآن مجید پڑھا جاتا ہے
تو جھٹ سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ اور مذکورہ بالا الفاظ سُبْحَانَ رَبِّنَا الخ پڑھتے ہیں
بڑے خضوع وخشوع سے روتے ہیں۔ چکڑالوی نے اس سجدے کو انبیاء گذشتہ
کی طرف منسوب کیا۔ مگر یہ کسی صورت انبیاء پیشین کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔
بوجوہ چند۔

اوّل یہ کہ اس میں اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ جب قرآن پڑھا جاتا ہے اوپر اُن کے یا عَلٰی بمعنے
فِیْ۔ قرآن پڑھا جاتا ہے بیچ ان کے۔ پھر یہ بصیغہ مجہول مالم یسم فاعلہ مذکور ہے۔ اگر
یہ مراد لیا جائے کہ انبیاء پر قرآن پڑھا جاتا تھا (بموجب زعم چکڑالوی) تو اس سے لازم ہے
کہ انبیاء مقتدی ہوں۔ اِن پر پڑھنے والا کوئی اور ہو۔ یہ خلاف قیاس ہے کہ نبی علیہ السلام
کے ہوتے ہوئے کوئی اور شخص امام ہو۔ کیونکہ اگر نبی علیہ السلام امام ہوتے۔ تو بجائے
یُتْلٰی مجہول کے یَتْلُوْنَ بصیغہ معلوم ہونا چاہیئے تھا یعنے انبیاء علیہ السلام لوگوں پر قرآن پڑھتے
ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس جگہ یُتْلٰی کا مفعول مالم یسم فاعلہ قرآن ہے۔ جو ان سب
ضمائر کا مرجع ہے وہ اول میں مذکور ہے۔ اگر انبیاء پیشین مراد لیئے جائیں تو وہ قرآن
کب پڑھا کرتے تھے۔ وہ تو توریت یا انجیل یا زبور پڑھا کرتے تھے۔ گو ان میں بھی قرآن
ہی مطلب تھا۔ لیکن وہ قرآن کے ساتھ موسوم تو نہیں ہوئیں۔ جہاں ایماں کے موقعہ
پہ قرآن کا ذکر کیا۔ ساتھ ہی اس کے توریت اور انجیل کا بھی ذکر لیا ہے۔ اور ایک
جگہ تو ان کو قرآن کا مثیل قرار دیا ہے۔ جیسا کہ سورہ احقاف کے شروع میں۔ وَ
شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی مِثْلِهٖ جس سے صاف ثابت ہے کہ کتب پیشین

Marfat.com

غیر قرآن کے ہیں۔ گو اصول دین متحد ہی ہوں۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ مِنْ قَبْلِہٖ کی ضمیر قرآن کی طرف ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ قرآن سے پہلے علم دیئے گئے۔ اور جب وہ قرآن سے پہلے علم دیئے گئے۔ تو پھر قرآن کس طرح پڑھتے تھے۔

چوتھی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ آئت بطور شہادت کے کفار کے سامنے پیش کی گئی۔ اور شہادت ایسی چیز سے پکڑی جاتی ہے جو زمانہ حال میں آنکھوں کے سامنے وقوع میں آئے۔ ورنہ کفار مکہ کو کیا معلوم۔ کہ انبیاء پیشین قرآن کی سماعت کے وقت سجدہ کیا کرتے تھے یا نہ۔ بلکہ وہ الٹے مسخرے اڑاتے۔ کہ قرآن تو اب نازل ہؤا۔ اور انبیاء پیشین صدہا سال کے گذرے ہوئے ہیں انھوں نے قرآن کو کب سنا۔ اور سجدہ کیا۔ چکڑالوی نے جتنے استدلال قرآن سے پکڑے ہیں سب کا یہی حال ہے۔ ہم نے بطور نمونہ مشتے از خروارے چند ضروری مقام ناظرین کی نظر سے گذار دیئے اور بخوف تطویل اتنے پر ہی اقتصار کیا۔ عاقل را اشارتے بس است۔

الغرض حق تعالےٰ نے علاوہ قرآن مجید کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز کی کیفیت بھی تعلیم فرمائی۔ چکڑالوی نے نماز کے ارکان کی ترتیب نماز خوف سے اخذ کی ہے بھلا یہ کب ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ نماز خوف (نادر الوقوع) کو تو حق تعالےٰ نے بیان کر دیا۔ اور جو روز مرہ پانچ وقت پڑھنی ضرور ہے اِس کو صرف مشرکین عرب اور اہل کتاب کی تقلید ہی پر چھوڑ دیا ہو۔ ہرگز نہیں۔ اگر حق تعالےٰ نے آپ کو نماز کی تعلیم نہ کی ہوتی۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (یعنے تم اس طرح نماز پڑھو جیسا کہ تم کو خدائے تعالےٰ نے تعلیم کی ہے جو کہ تم نہ جانتے تھے) کیوں فرماتا۔

یہ آئت مذکورہ صاف بتا رہی ہے۔ کہ اہل عرب پیش از بعثت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی نماز و نیاز نہ جانتے تھے۔ چکڑالوی کا یہ محض دھوکہ ہے کہ پیش از بعثت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی لوگ نماز کی کیفیت کو جانتے تھے۔ اور یوں یوں پڑھا کرتے تھے۔

اگر فی الواقع ایسا ہوتا۔ تو حق تعالےٰ یوں فرماتا۔ ہمیشہ جیسی لوگ نماز پڑھتے ہیں تم بھی ویسی ہی پڑھو۔ مگر نماز میں قرآنی اوراد کے سوا اور کچھ نہ پڑھنا فرماتا۔ اگر یوں ہوتا تو

Marfat.com

سارا قضیہ ہی فیصل تھا۔ پھر دفتر کے دفتر سیاہ کرنے کی نہ آپ کو ضرورت تھی۔ نہ کسی اور کو۔

اور نیز چکڑالوی کہتا ہے کہ تکبیر میں اللہ اکبر نماز کی قرآن میں کہیں مذکور نہیں۔ یہ اُسکے قرآن سے جاہل ہونے کی صاف دلیل ہے۔ ساری رات زلیخا پڑھی مگر معلوم نہیں کہ زلیخا مرد تھی یا عورت۔ دیکھو۔ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ قرآن مجید میں صاف صاف ظاہر ہے۔

اگرچہ اس جگہ اکبر رضوان کی صفت ہے۔ جو ایک صفت ہے صفات الٰہی سے۔ مگر جن الفاظ سے صفات متصف ہوں ذات اُن سے بطریق اولی متصف ہوگی۔ ورنہ صفات کی بزرگی ذات سے بڑھ جائے گی۔ جو فی الواقع کسی صورت ہو نہیں سکتی۔ اسی واسطے یہ باطل ہے۔ اور دوسرا یہ کہ اللہ موصوف ہے اور اکبر اس کی صفت۔ اور جہاں کہیں سوال میں صفت مذکور ہو۔ تو جواب میں بسبب اقتران قرینہ سوال۔ صفت کو حذف کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ کوئی پوچھے۔ اس شہر میں بڑا عالم کون ہے؟ جواب۔ زید۔ جس کا یہ مطلب ہوگا کہ زید بڑا عالم ہے۔ مگر جواب میں پیش از زید کے سب کچھ حذف کر دیا بسبب قرینہ سوالیہ۔ کیونکہ سارے فقرے کے تکرار میں کچھ فائدہ نہیں۔ جیسا کہ اس آئت میں۔ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ یعنے تو کہہ کون ہے رب آسمان و زمین کا؟ پھر جواب میں کہہ اللہ۔ ایسا ہی مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ۔ جواب میں صفت کو حذف کیا۔ جب یہ قاعدہ معلوم ہو چکا۔ تو دیکھئے آئت سورہ انعام کے رکوع (۲) میں قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ یعنے تو کہے کونسی چیز بزرگتر ہے از روئے شہادت کے (پھر جواب میں) کہو کہ اللہ ہے بزرگ گواہ درمیان میرے اور درمیان تمہارے۔ جواب میں لفظ اکبر محذوف ہے بہ سبب اقتران قرینہ سوالیہ کے۔ کیونکہ تکرار میں کچھ فائدہ نہیں۔ مقصود ظاہر ہے اور بے ضرورت کلام فصاحت قرآن کے برخلاف ہے۔

چکڑالوی بھی اپنے مطلب برآری کے لئے تو دو دو رکوع کے فاصلہ سے بھی زیادہ دور کے قرینہ کو لے کر مفعول مقدر نکال لیا کرتا ہے۔ یہاں تو لفظ کے ساتھ ہی قرینہ موجود ہے پھر اس سے منکر ہو گیا۔ ایسے جاہل کو قرآن شریف کی کیا سمجھ۔ مگر باین ہمہ تمام

Marfat.com

علماء اسلام و اصحابہ کرام بلکہ صاحب القرآن محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عربی پر بھی اپنے آپ کو علم و فہم قرآن میں فائق و لائق سمجھتا ہے۔ اور یہ خیال رکھتا ہے۔ کہ آپ نے (۱۸) جگہ القاء شیطانی کو نص قرآنی سمجھ کر غلطی کی۔ اور یہ بھی کہتا ہے کہ آپ کو حکم ہوا تھا جس مسئلہ قرآنی میں تجھے شک ہو علماء اہل کتاب سے پوچھ لیا کر۔ لیکن اپنے آپ کو ایسا اعلم القرآن جانتا ہے۔ کہ اسے کسی سے پوچھنے کی حاجت ہی نہیں۔

بھلا انصاف سے فرمایئے کہ اس سے بھی بڑھ کے زیادہ تر بیوقوف کوئی بشر دنیا میں ہوگا۔ اپنے ہی منہ سے میاں میٹھو بنا بیٹھا ہے۔ صاحب قرآن تو اٹھاراں جگہ غلطی کریں اور لوگوں سے پوچھنے کے محکوم ہوں۔ مگر ایک پنجاب کا رہنے والا قرآن سے ایسا مطلب نکالے کہ غلطی کا شک و شبہ تک بھی نہو۔ اس کی تحقیقات میں دوسرا رسالہ ملاحظہ کرنا چاہیئے ÷ جو کہ اس رسالہ کے بعد طبع کرا کر شایع کیا جاویگا۔ اس میں لفظ رسول پر بحث ہوگی کہ قرآن شریف و فرقان حمید میں کسی جگہ یہ لفظ قرآن یا کتب پیشین پر نہیں بولا گیا۔ اور چکڑالوی کے جواب الجواب کی غلطیاں پر قدح کیا جاویگا۔ اور ثبوت احادیث اور وحی خفی پر آیات قرآن شریف سے دلائل لکھے جاویں گے۔ اور نیز حضرت سید الانام کا القاء شیطانی سے مبرا اور معصوم ہونا ثابت کیا جاویگا اور جن آیات سے چکڑالوی نے غلط معنے کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتباع القاء شیطانی کا اتہام لگایا ہے اس جگہ صحیح معنے لکھ کر مطابق دیگر آیات کے تفسیر کرکے تحقیق کی جاوے گی اور نیز آپکا خلیفہ اور نائب اعظم حق تعالے کا ہونا۔ اور آپ کی اطاعت عین اطاعت حق کی ہونا ثابت کی جاوے گی۔ اس رسالہ میں صرف مسائل نماز ہی پر اقتفاء کیا گیا ہے ÷

الراقم

حافظ فتح محمد حنفی مذہبا و مجددی طریقۃ غفر اللہ لہ و لاستاذہ
ولمشیخہ ولابویہ ولمن کتب واعان فی ہذہ الرسالۃ۔ از اچھرہ متصل لاہور

Marfat.com

Marfat.com